ہفت روزہ
انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۱۵

شہید مدینہ

امام مظلوم سیدنا
عثمانؓ ذی النورین
اور شہید کربلا سیدنا
حسینؓ

حضرت امیر شریعتؒ کے ارشادات کرامات اور لطائف و ظرائف

پاکستانی سفارت خانے میں قادیانی خرستیان
پاکستان کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ

یہ بغاوت نہیں
تو
اور کیا ہے؟
اداریہ

فتنہ خلق قرآن کا آغاز و انجام

کیڑے اور قادیانی کا دنگل۔ کیڑا جیت گیا قادیانی ہار گئے

ایک دلچسپ خبر

بزم ختم نبوت

۷ ستمبر۔ حکومت سے اہم مطالبہ

حافظ محمد ابراہیم بندھانی صدر شورش کاشمیری اکیڈمی

حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شورش کاشمیری اور دوسرے علماء و زعماء کی زیر قیادت چلنے والی زبردست عوامی تحریک کے نتیجہ میں، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے فرنگی سامراج کی کوکھ سے جنم لینے والے گروہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو باقاعدہ قانونی طور پر کافر قرار دے دیا تھا۔ لیکن قادیانی مرتدوں نے اس فیصلے کو تسلیم کرنے کی بجائے۔ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے خلاف مسلسل ریشہ دوانیوں اور ملک کی وحدت و سالمیت کو پارہ پارہ کر دینے کی ظاہری و باطنی مکروہ سازشوں میں غایت درجہ اضافہ کر دیا ہے۔

فرنگی سامراج کی اس ناپاک ذریت کا مقصد ہی ملت اسلامیہ میں انتشار و خلفشار پیدا کرنا اور مسلم ممالک میں نفاق و تفریق کے بیج بونا ہے۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور شورش مرحوم سمیت قادیانیت کا قلع قمع کر دینے والے تمام اکابرین ملت و علمائے حق اور ۱۹۵۳ء کے شہدائے ختم نبوت کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ ہے کہ ۷ ستمبر کے دن کو یوم ختم نبوت قرار دے کر یہ مقدس و مبارک دن جو ہماری ملی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے باضابطہ سرکاری طور پر منانے کا اہتمام کیا جائے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے تاریخ اسلامی کی اس طویل ترین تحریک کے لئے اکابرین و بزرگان دین اور مسلمانان برصغیر کی بے مثال جدوجہد اور لازوال قربانیوں سے نئی نسل کو روشناس کرانے کے لئے خصوصی پروگرام پیش کئے جائیں۔ نیز قادیانی مرتدوں کو تمام اعلیٰ فوجی و سول سرکاری کلیدی عہدوں سے فوری طور پر برطرف کر کے ان کے تمام قابل اعتراض لٹریچر اور تبلیغ کی آڑ میں اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی عائد کر کے اسلام اور مسلمانوں کے اس بدترین دشمن گروہ کو اقلیتی حدود سے تجاوز کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

کیڑا جیت گیا، قادیانی ہار گئے، ایک دلچسپ منظر

تحریر:۔ محمد طاہر رزاق ایم اے لاہور

"جلو موڑ ڈاکخانہ باٹاپور لاہور کے قریب ایک خوبصورت گاؤں ہے۔ جس کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے۔ گاؤں میں قادیانیوں کے بھی چند گھرانے آباد ہیں۔ آج سے تقریباً دو سال قبل یہ قادیانی اپنے پلید مذہب کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن انہوں نے قادیانیت کے دجل و فریب سے ناآشنا سادہ لوح دیہاتیوں کو دام فریب میں پھنسانے کے لئے گاؤں کے کھلے میدان میں وی سی آر پر مرزا طاہر بھگوڑے کی تقریر دکھانے کے لئے عوام کو مدعو کیا۔ چنانچہ سادہ لوح مسلمان کافی تعداد میں اس کی تقریر سننے کے لئے میدان میں جمع ہو گئے۔ اور مرزا طاہر بھگوڑے کی تقریر شروع ہو گئی۔ ادھر ٹی وی کی سکرین پر مرزا طاہر نمودار ہوا۔ اور چند ہی جملے ادا کئے تھے۔ کہ فصلوں سے اڑتا ہوا۔ ایک موٹا تازہ کیڑا مرزا طاہر کی ناک پر آ بیٹھا۔ جس سے مرزا طاہر کی پہلے سے ہی بگڑی ہوئی صورت مزید بگڑ گئی۔ پاس بیٹھے ہوئے قادیانیوں نے فوراً کپڑے سے اسے ٹی وی کی سکرین سے اڑا دیا۔ ابھی قادیانی اسے اڑا کر بیٹھے ہی تھے کہ وہ کیڑا پھر رقص کرتا ہوا آیا۔ اور مرزا طاہر کی ایک آنکھ پر آ بیٹھا۔ جس سے وہ اپنے مرتد دادا مرزا قادیانی کی طرح کانا ہو گیا۔ قادیانی اس پر جھپٹے اور اسے اڑا دیا۔ چند منٹوں بعد وہی کیڑا پھر آیا اور اسکرین پر بیٹھ گیا جونہی مرزا طاہر تقریر کرنے کے لئے منہ کھولتا۔ وہ کیڑا اس کے منہ میں گھسنے کی کوشش کرتا۔ قادیانی اس پر حملہ آور ہوتے لیکن وہ پھر آ جاتا۔ اور قادیانی گرو کے چہرے پر بیٹھ کر اس کے مختلف نقشے بناتا۔

یہ مقابلہ تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور آخر قادیانی اس مقابلے میں چت ہو گئے۔ اور کیڑے نے دنگل جیت لیا۔ کیڑے کے ہاتھوں شکست کی خاک چاٹے ہوئے قادیانی دانت پیستے ہوئے اپنا سامان باندھ رہے تھے۔ اور کیڑا ان کے سروں پر چکر لگاتا ہوا۔ فاتح پہلوان کی طرح "دھمال" ڈال رہا تھا۔

ابوجہل قادیاں ہے مرزا علیہ لعنت

خواجہ محمد مصباح الدین راٹھور ایم اے منڈیکے گورایہ

ابوجہل قادیاں ہے مرزا علیہ لعنت
مردودِ انس و جاں ہے مرزا علیہ لعنت
تسلیم جس کو اپنا ہے خود کرم خاک ہونا
لاریب و بے گماں ہے مرزا علیہ لعنت
بے بہرہ عز و شرف و شان و مقام آدم
نفرت کی داستاں ہے مرزا علیہ لعنت
جس جا پہ اترتے ہیں۔ شیطان جنی انسی
وہ سنگ آستاں ہے مرزا علیہ لعنت
جھوٹوں پہ رب کی "لعنت" فرمان کبریا ہے
ملعون ہے جہاں ہے۔ مرزا علیہ لعنت
بانی مسیلمہ تھا اسود، طلیحہ، پیرو
اور میر کارواں ہے مرزا علیہ لعنت
ظفر و عطاؔ و انورؔ تھے پاسبان حق کے
باطل کا ترجماں ہے۔ مرزا علیہ لعنت
الہام میرزا کے بموجب محمدی بی
مرزائیوں کی ماں ہے۔ مرزا علیہ لعنت
بچی میں جا بسی پر سلطان کے گھر میں
قصہ خونچکاں ہے مرزا علیہ لعنت
بے غیرتوں کا مرشد شرم و حیا سے عاری
دیوث سخت جاں ہے۔ مرزا علیہ لعنت

باقی صہ ۲۲ پر

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۱۵ تا ۲۱ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲۲ تا ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 15

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

اس شمارے میں

(۱) حمد باری تعالیٰ ---- (۴)
(۲) یہ بغاوت نہیں تو اور کیا ہے ---- (۵)
(۳) جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ---- (۷)
(۴) سیدنا عثمانؓ و سیدنا حسینؓ ---- (۹)
(۵) عہد نبوت کے واقعات ---- (۱۱)
(۶) فتنہ خلق قرآن ---- (۱۳)
(۷) امیر شریعتؒ ---- (۱۴)
(۸) دارالعلوم ہولکمب بری ---- (۱۶)
(۹) قادیانیوں کی خرمستیاں ---- (۱۸)

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر ۷۱۱۹۷۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ---- ۱۵۰ روپے
ششماہی ---- ۷۵ روپے
سہ ماہی ---- ۴۵ روپے
فی پرچہ ---- ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ---- مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب ---- برما
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ---- پاکستان
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ---- متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ---- بنگلہ دیش
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ---- جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ---- برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ---- کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب ---- فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور ---- جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن ---- عامر رشید
- وینی پیگ ---- میاں حمید
- ٹورنٹو ---- حافظ سعید احمد
- مونٹریال ---- آفتاب احمد
- واشنگٹن ---- کرامت اللہ
- شکاگو ---- محمد عبدالحئی
- لاس اینجلس ---- منزل سعید
- سیکرامنٹو ---- چوہدری محمد شریف کموری

بیرون ملک نمائندے
- قطر ---- قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی ---- قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ---- قاری وحید الرحمٰن
- برما ---- محمود یوسف
- باربڈوس ---- اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ ---- ایم ایکیو انصاری
- برطانیہ ---- محمد اقبال
- اسپین ---- راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ---- محمد ادریس
- ناروے ---- میاں اشرف جاوید
- افریقہ ---- محمد منیر افریقی
- ماریشش ---- محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ---- اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس ---- عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ---- محی الدین خان
- مغربی جرمنی ---- مشتاق الرحمٰن
- سنگاپور ---- سید زبیر حسن بخاری

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

حافظ لدھیانوی

وہ جس کا حمد گو سارا جہاں ہے
اسی کی میرے لب پہ داستاں ہے

ہر اک تخلیق میں پر تو ہے اس کا
ہر اک صورت میں وہ جلوہ کناں ہے

ہے واقف میرے دل کی دھڑکنوں سے
عیاں اس پر ہے جو سب سے نہاں ہے

اسی کی یاد ہے تسکیں کا باعث
اسی کے ذکر سے دِل شادماں ہے

خروشِ بحر میں نغمے ہیں اس کے
اسی کا مدح خواں آبِ رواں ہے

چراغ اس کے ہیں شاخِ گل پہ روشن
معطر اس سے صحنِ گلستاں ہے

ہیں اِس کے نور سے افلاک روشن
مزین اس سے سقفِ آسماں ہے

ہے میری حمد میں اس کی تجلی
مرا ہر شعر اس کا ترجماں ہے

کوئی حافظ کی دیکھے حمد گوئی
عجب انداز کا حسنِ بیاں ہے

نعت

میرے دِل میں ہے احترام محمد
پیا میں نے جی بھر کے جام محمد

نہیں دو جہاں میں ان کا ثانی
تخیل سے اونچا مقام محمد

سبھی کے دِلوں کو محبت کی دولت
عطا کر رہا ہے پیام محمد

کبھی بادشاہوں کے بھی آستاں پر
جھکاتا نہیں سر، غلام محمد

ہے صلِ علیٰ کہنا لازم سبھی پر
قمر جب سنے کوئی نام محمد

(قمر حجازی اوکاڑہ)

اداریہ

یہ بغاوت نہیں تو اور کیا ہے

قادیانیوں کے ایک ترجمان مرزا غلام احمد قائم مقام ناظر امور عامہ نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں قادیانیوں کیلئے مخصوص اقلیتی نشستوں پر انتخاب کرانے جانے کے بارے میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بیان جاری کیا ہے۔ "جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کا ایسے کسی الیکشن یا انتخاب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی جماعت احمدیہ (قادیانی اقلیتی جماعت) مخصوص نشستوں پر نمائندگی حاصل کرنا درست سمجھتی ہے اور ایسی نمائندگی کے حصول میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی الیکشن یا کسی بھی غرض سے خود کو غیر مسلم کہنا جماعت احمدیہ (قادیانی غیر مسلم) کے بنیادی عقیدہ اور مسلک کے خلاف ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی احمدی الیکشن یا کسی اور غرض سے خود کو غیر مسلم کہتا ہے تو وہ اس وقت جماعت احمدیہ (قادیانی غیر مسلم جماعت) سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے ایسا کوئی شخص جو اس انتخاب میں حصہ لیتا ہے کسی بھی رنگ میں جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کا نمائندہ نہیں کہلا سکتا۔ (قادیانی اخبار الفضل ربوہ ۱۹ اگست ۱۹۸۹ء)

گذشتہ دنوں سرگودھا میں ایک گھنٹہ تک مسلمانوں پر فائرنگ کا واقعہ ہوا تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ضمنی طور پر یہ لکھا تھا کہ قادیانی ترجمان نے یہ بیان دیگر ۱۹۷۴ء کے آئین اور صدر ضیاالحق دور کے جاری کردہ امتناع قادیانیت آرڈیننس (جو کہ ابھی تک نافذ ہیں) سے صریح غداری اور بغاوت کی ہے۔ مذکورہ بالا قادیانی ترجمان کا بیان ہم نے کسی دوسرے اخبار سے نہیں بلکہ خود قادیانی اخبار سے لیا ہے۔ اس میں وہی باتیں بیان کی گئی ہے جو ملک کے دوسرے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس بیان کے بعد یہ بات عیاں ہو گئی کہ قادیانی ملک کے وفادار نہیں اور ان کا یہ دعویٰ کہ ہم محب وطن، امن پسند اور قانون پسند ہیں۔ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا بیان ۱۹۷۳ء کے آئین (جس میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔) اور صدر ضیاالحق کے نافذ کردہ قوانین سے صریحاً بغاوت ہے جبکہ بغاوت خواہ کسی بھی ملک میں ہو اور کوئی بھی کرے وہ ناقابل معافی جرم ہے۔ جس کی سزا سزائے موت تک مقرر ہے۔ پھر نامعلوم ہماری حکومتیں اس باغی گروہ کے وجود کو ابتک کیسے برداشت کرتی آرہی ہے۔ موجودہ دور میں تو قادیانی کچھ زیادہ ہی جری ہو گئے ہیں۔ کہ کھل کر اعلان کرنے لگے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں غیر مسلم نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے۔ ابھی پچھلے قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر نے امریکہ میں جمعہ کے دن بھاشن دیتے ہوئے امریکی قادیانیوں کو تلقین کی۔ "پس امریکہ میں بسنے والے احمدیوں (قادیانیوں) پر اس ملک امریکہ وفا ضروری ہے اور وطن امریکہ کی محبت ان کے ایمان کا حصہ بنائی گئی ہے۔ اس محبت اور وفا کا تقاضا یہی ہے۔ کہ جو سب سے زیادہ قیمتی چیز آپ کے پاس ہے وہ ان کو دیں۔ (قادیانی اخبار الفضل ربوہ ۹ اگست ۸۹ء)

یہ ایک امریکہ پر موقوف نہیں (امریکہ کا بطور خاص نام لینا اس وجہ سے ہے کہ اب قادیانیوں کی سرپرستی امریکہ ہی کر رہا ہے۔) برطانیہ ہو اسرائیل ہو پاکستان کا دشمن بھارت ہو۔ قادیانی ان سب کے وفادار ہیں۔ وفادار نہیں تو صرف پاکستان کے ـــــ اس لئے کہ پاکستان دشمنی ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ ان کا آنجہانی پیشوا مرزا محمود یہ کہہ چکا ہے کہ اول تو پاکستان بنے گا نہیں اگر بن گیا تو ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ بھارت بن جائے اس نے ایک خواب سے جس میں آنجہانی مسٹر گاندھی آئے اور پلنگ پر مرزا محمود کے ساتھ لیٹ گئے۔ دوبارہ اکھنڈ بھارت بننے کی تعبیر نکالی ہے۔ اور اسی بنا پر مرزا محمود کے بیٹے اور موجودہ پیشوا مرزا طاہر نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ۔ ۱۔ سندھ میں افغانستان کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ ۲۔ یہ کہ۔ پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ مرزا طاہر اور دوسرے قادیانی، عیسائی ممالک امریکہ برطانیہ اسرائیل و بھارت سے وفاداری اور پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی پیشگوئیاں کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف وہ اپنے پیروکاروں کو ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم پاکستان کے کسی آئین و قانون کے پابند نہیں کیونکہ وہ ہمیں غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ اور ہم مرزا قادیانی کو نبی، مسیح، مہدی، محمد، احمد ماننے، ختم نبوت اور دوسرے اسلامی عقائد کا انکار کرنے کے باوجود بھی مسلمان ہیں۔

بات واضح ہے کہ قادیانی خود کو غیر مسلم تسلیم کریں نہ کریں پاکستان کے مسلمان بلکہ پوری دنیا کے مسلمان انہیں کافر، مرتد، زندیق سمجھنے کیساتھ ساتھ پاکستان کے غدار اور باغی سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں زبان سے خود کو ایک مرتبہ نہیں لاکھ مرتبہ مسلمان قرار دیں۔ وہ اس وقت تک مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں جب تک مرزا قادیانی، مردود و ملعون پر لعنت نہیں بھیجتے۔ اور آقائے نامدار تاجدار ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں

نہیں آتے۔ ۳۔ جہاں تک قادیانی اقلیتی نشستوں پر انتخابات سے لاتعلقی کے اعلان کا تعلق ہے۔ ہمارے خیال میں یہ محض دکھاوے کیلئے دیا گیا ہے ورنہ الیکشن میں حصہ لینے والے قادیانیوں اور قادیانی جماعت کے ذمہ دار حضرات کے درمیان اس مسئلہ پر کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس کا ثبوت منتخب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچنے والے قادیانی اراکین کے رویہ سے ہو جائیگا۔ کہ آیا وہ وہاں جاکر قادیانیت کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں۔ قادیانی لیڈروں کی یہ ریت رہی ہے کہ اگر کوئی قادیانی ان کی حکم عدولی کرتا ہے۔ تو اس کے اخراج از جماعت اور بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں حصہ لینے والوں کے بارے میں اخراج از جماعت اور بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی نے ان انتخابات میں حصہ لیا تو وہ "اس وقت جماعت سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے" اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو قادیانی حصہ لے رہے ہیں انہیں مرزا طاہر اور دوسرے قادیانی لیڈروں کی حمایت حاصل ہے اور قادیانی ترجمان کا یہ بیان محض دھوکہ ہے یہ بھی ممکن ہے کہ حکومت اور قادیانیوں کے درمیان کوئی معاہدہ طے پا گیا ہو کیونکہ حکمران پارٹی کو ممبروں کی اور قادیانیوں کو سرپرستوں کی ضرورت ہے اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ آجکل حکومت کی نوازشات قادیانیوں پر کچھ زیادہ ہی ہو چکی ہیں وزیراعظم کو تقریریں تیار کر کے دینے والا فرحت اللہ بابر اور صوبہ سندھ جیسے حساس صوبے کا چیف سیکرٹری کنور ادریس پکے قادیانی ہیں۔ بہرحال قادیانیوں کی ملک دشمن اور اسلام دشمن سرگرمیاں اب عروج پر ہیں۔ اور قادیانی ترجمان کا مذکورہ بالا بیان پاکستان سے غداری و بغاوت ہے۔

ہم حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ قادیانیت کے بارے میں جو بھی قدم اٹھائے سوچ سمجھ کر اٹھائے۔ ختم نبوت کا مسئلہ عشق و محبت کا مسئلہ ہے کوئی سیاسی مسئلہ نہیں اس مسئلہ پر تین تحریکیں چل چکی ہیں۔ اب قادیانی اور حکومت دونوں اپنے غلط رویے سے نئی تحریک کی داغ بیل ڈال رہے ہیں یہاں ہم حکومت پنجاب کو بھی متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی قادیانیوں کے بارے میں ہوش سے کام لے اور ربوا سے شائع ہونے والے لٹریچر اور ان کے اخبار الفضل پر پابندی لگائے کیوں یہ صوبائی مسئلہ ہے۔

بے نظیر بھٹو کی قادیانیت نوازی

حساس ترین عہدوں پر قادیانیوں کا تقرر

افسر نے ایک یہودی لڑکی سے شادی کر لی اور حکومت سے، اس کی اجازت لینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی، جو قواعد کی سنگین ترین خلاف ورزی تھی، اس پر وزارت خارجہ نے ان کے خلاف تحقیقات کی اور جرم ثابت ہونے پر ملازمت سے برطرف کر دیا، اس صورت حال میں یہودی لابی کی وساطت سے وہ اقوام متحدہ میں ملازم ہو گئے اور انہیں ٹوکیو تعینات کر دیا گیا۔

بے نظیر بھٹو اقتدار میں آئیں، تو انہیں دوسری وزارتوں کی طرح وزارت خارجہ میں بھی "دشمن ہی دشمن" نظر آئے۔ اور انہوں نے اپنے دو معتبر اقبال اخوند اور ڈاکٹر نصیر اے شیخ وزارت خارجہ میں لا بٹھائے۔ تمام ملاقاتیوں اور غیر ملکی دوروں میں اقبال اخوند ساتھ ساتھ ہوتے ہیں اور صدر مملکت سے، جو اہم غیر ملکی شخصیتیں ملاقات کرتی ہیں، اس وقت تو اقبال اخوند کی موجودگی لازمی ہوتی ہے، وزارت خارجہ میں "دوستوں" کو لانے کے پروگرام کے تحت قدیر الدین احمد کو پاکستان بلایا گیا اور بطور ایڈیشنل سیکریٹری، انہیں وزارت خارجہ میں تعینات کر دیا گیا۔ اور جو ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی وہ قومی سلامتی کی ہے۔ وہ براہ راست اقبال اخوند کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اور قومی سلامتی سے متعلق حساس ترین فائلیں ان کی دسترس میں آگئی ہیں۔

آئی ایس آئی کے نئے سربراہ کے تقرر، سیکوریٹی کلیرنس کے بغیر آئی ایس آئی میں ۲۴ افراد کی بھرتی، انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) میں ایک جیالے کے بطور ایڈیشنل ڈائریکٹر تقرر اور اب وزارت خارجہ میں ایک قادیانی کے تقرر سے داخلی اور خارجی امور دونوں کے رازوں تک جیالوں کی پہنچ ہو گئی ہے۔ وزارت عظمیٰ، جیسے اہم ترین منصب پر فائز بے نظیر بھٹو اگر قومی راز لندن کے ہوٹل میں چھوڑ سکتی ہیں، تو ان جیالوں سے کیا کچھ بعید نہیں۔

۱۶ نومبر کے عام انتخابات کی انتخابی مہم کے دوران پیپلز پارٹی پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ ملک کو ہندو، یہودی اور قادیانی لابی کے زیر تسلط لانے کے عزائم رکھتی ہے۔ جس کو اس وقت محض ایک سیاسی شورشہ سمجھا گیا، مگر یہ الزامات رفتہ رفتہ درست ثابت ہو رہے ہیں۔ بے نظیر پہلے ہندوؤں اور یہودیوں کی نازبرداریاں ترک کر رہی تھیں اب قادیانیوں کو بھی نواز رہی ہیں۔ مثلاً

اقتدار میں آنے کے بعد حکومت نے ایک قادیانی کنور ادریس کو سندھ جیسے حساس ترین صوبے کا چیف سیکریٹری مقرر کیا، جہاں بھارت ایک منظم طریقے سے تخریبی کارروائیاں کرا رہا ہے۔ اس تقرر پر ایم آر ڈی میں پیپلز پارٹی کی حلیف جماعت، جمعیت علماء اسلام کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے وزیر اعظم سے شدید احتجاج کیا، جس پر انہوں نے چیف سیکریٹری کو تبدیل کرنے پر رضامندی بھی ظاہر کر دی، مگر وعدے پر عملدرآمد کی نوبت نہ آئی۔

اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی ادارے میں سفیر کے تقرر کا معاملہ پیش آیا، تو وزیر اعظم کی نظر میں.. جو شخص موزوں ترین قرار پایا، وہ ان کے والد کے دور کے سیکریٹری اطلاعات ایک قادیانی نسیم احمد تھے، وہ ۱۶ نومبر کے انتخابات کے فوری بعد پاکستان پہنچ گئے تھے اور بے نظیر بھٹو کے حلف اٹھانے کے کافی عرصے بعد تک اکثر اوقات وزیر اعظم کے ساتھ دیکھے گئے اور اہم ترین معاملات میں ان کے مشورے شامل تھے۔

وزیر اعظم نے تازہ ترین تقرر وزارت خارجہ میں کیا ہے اور ایک قادیانی قدیر الدین احمد کو وزارت خارجہ میں ایڈیشنل سیکریٹری مقرر کیا ہے اور حد یہ ہے کہ ان کے ذمہ جو شعبہ سپرد کیا گیا ہے، وہ قومی سلامتی کا ہے۔ قدیر الدین احمد پہلے بھی وزارت خارجہ میں تھے اور ان کی تعیناتی امریکہ میں تھی، وہاں اپنے مقام کے دوران اس

جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یاصاحب الجمالِ ویاسید البشر
من وجہك المنیر لقد نوّر القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد ازخدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رخِ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں، نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کہ سورج آپ کے چہرۂ انور پہ چل رہا ہو۔

آپ کی صورت آپ کی سیرت کی طرح جمیل وجلیل اور دلکش نظر افروز تھی، آپ دستِ قدرت کا اعلیٰ ترین شاہکار ہیں، خدا کی ساری مخلوق میں آپ کا کوئی شریک وثانی نہیں۔ آپؐ کا ارشاد ہے ۔ ۔ ۔ ۔ انبیاء صورت اور سیرت دونوں لحاظ سے حسین تھے۔ چنانچہ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا وہ خوبصورت اور اس کی آواز حسین تھی۔ یہاں تک کہ تمہارے نبی کو بھی حسنِ صورت اور حسنِ آواز دے کر مبعوث کیا۔ آپؐ بہت زیادہ خوبصورت تھے اور انگوں اور پچھلوں میں آپ کی مانند خوبصورت کوئی بھی نہ تھا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے پہلے اور نہ آپ کی وفات کے بعد میں نے آپ جیسا شخص نہ دیکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلّم)

ورقہ بن نوفل نے جو ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہؓ کے چچیرے بھائی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے شمائل اس طرح بیان کئے ہیں:

"اس کا چہرہ چاند سا، پیشانی روشن، آنکھیں سیاہ، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ معطر اور اس کی بات شیریں ہے۔ جب وہ چلتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند متحرک ہو اور ابرِ رحمت برس رہا ہو۔ وہ پیکرِ حسن اور عالی نسب ہے، وہ حسنِ سیرت میں دنیا بھر میں بہترین اور اخلاقِ حسنہ کا مرکب ہے، جب وہ چلتا ہے تو اس کے لٹکے ہوئے بالوں سے سیاہی ٹپک ٹپک پڑتی ہے، اس کے رخسار گلاب کی کلی سے زیادہ شاداب ہیں اور اس کی خوشبو خالص مشک سے زیادہ معطر اور اس کی باتیں شہد وشکر سے زیادہ شیریں ہیں۔

حضرت کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ مبارک کھل اٹھتا اور یوں لگتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کاروانِ تجارت کے ساتھ شام جانے لگے، آپؐ کا سن مبارک

محمد اقبال حیدر آباد

۲۴ برس کے لگ بھگ تھا۔ اہلِ مکہ قافلے کو الوداع کہنے کے لئے میدان میں جمع تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے فی البدیہہ شعر کہے۔ ان میں دو شعروں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔

؎ اے آفتاب اور بدرِ منیر کو اپنے جمال وجلال سے شرمندہ کرنے والے!
تو جب مسکراتا ہے تو برق سی لہرا جاتی ہے۔
ہم نے تجھ سے بہت سے معجزات دیکھے ہیں۔
اے سردار تیرا ذکر بیماروں کو شفا دیتا ہے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے بھی چہرۂ اقدس اس قدر منور اور بابرکت تھا کہ دربارِ خداوندی میں دعا کرتے ہوئے آپ کے چہرۂ انور کا توسّل پیش کیا جاتا تھا، آپؐ کے چچا ابوطالب نے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نعت میں جو کہا ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

آپؐ کے سفید اور منور چہرے کے توسّل سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے اور آپؐ یتیموں کو کھانا کھلانے والے، بیواؤں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ کے دربارِ اقدس میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے چہرۂ اقدس کی جو تعبیر فرمائی اس میں دو شعروں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

ترجمہ: اور آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔
اور آپ سے زیادہ جمیل آج تک کسی عورت نے نہیں جنا۔
آپؐ ہر عیب سے محفوظ پیدا کئے گئے ہیں۔
گویا کہ جیسا آپؐ نے چاہا تھا اسی طرح آپ کو پیدا فرمایا گیا ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم صاحبِ جمال وجلال تھے، آپؐ کے جلالِ شخصیت سے اغیار مرعوب ہوجاتے لیکن اپنوں کو آپ پیکرِ جمال دکھائی دیتے اور ان کے دل گرویدہ ہوجاتے۔

آپؐ کا جلال مانند آفتاب اور جمال چاند صفت تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کسی راوی نے آپؐ کے روئے مبارک کو آفتاب سے تشبیہ دی تو کسی نے چاند سے۔ یہ تشبیہیں لوگوں نے اپنے اپنے فہم اور سمجھ کے مطابق دیں ورنہ حضورؐ کے جمال باکمال کی ابہت وجلالت اور حسنِ ملاحت ایسی تھی کہ اس کی مثال ہی نہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت مسعود بن عفراؓ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صفت کریں، انہوں نے کہا: بیٹا! اگر تو آپ کو دیکھتا تو تجھے یوں دکھائی دیتا جیسے آفتاب نکلا ہو (یعنی آپ کا چہرہ سورج کی طرح منور وپرجلال تھا)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے رنگ میں لطافت وچمک تھی۔ آپؐ کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح تھے۔ جب آپ چلتے تو آگے کی طرف جھکے سے ہوتے میں نے دیبا وریشم کو بھی

آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سوت کات رہی تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے کو صاف کر رہے تھے، اسی دوران آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ جاری ہوگیا۔ اس پسینہ سے نور نکلنے لگا حضرت عائشہؓ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ نبی رحمتؐ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا: عائشہ تو کیوں حیران ہوئی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ کی پیشانی سے پسینہ جاری ہوا اور اس پسینے سے نور نکلنے لگا۔ حضور! اگر آپ کو ابوکبیر ہذلی اس حالت میں دیکھتا تو وہ اس شعر کا جو اس نے اپنے محبوب کے حق میں کہا تھا، آپ کو زیادہ حق دار سمجھتا۔ رحمت عالمؐ نے فرمایا: ابوکبیر ہذلی کا کیا شعر ہے؟ حضرت عائشہؓ نے وہ شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

؎ جب تو (اے دیکھنے والے) اس محبوب کے چہرے کی لکیروں اور نشانیوں کی طرف نظر کرے تو اس طرح چمکتی ہیں جس طرح چمکنے والے بادل سے شعلہ زن بجلی ریز ہوتی ہے۔"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھ کو جزائے خیر دے جس طرح تو نے مجھے خوش کیا میں تجھ کو ایسا خوش نہ کر سکا۔

مرض الموت میں دوشنبہ کے دن نماز صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ اٹھایا جو حجرۂ عائشہ صدیقہ اور مسجد طیبہ کے درمیان پڑا ہوا تھا اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ جمالِ اقدس کے اس آخری نظارہ اور رخ انور کی اس آخری زیارت سے صحابۂ کرامؓ کو وہ فرحت و انبساط نصیب ہوا اور فرط مسرت سے وہ اس قدر بے خود ہوگئے کہ قریب تھا نمازیں توڑ دیں۔

صحیح بخاری کتاب الاذان میں حضرت انسؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔۔۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس قرآن کا ورق تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا تو ہم نے سمجھا کہ حضورؐ کے دیدار کی خوشی سے ہماری نمازیں ٹوٹ جائیں گی۔

اسی باب میں اس سے اگلی روایت میں ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ تین دن تک باہر تشریف نہیں لائے (چوتھے دن) نماز کھڑی ہوگئی تھی، حضورؐ نے پردہ اٹھایا، جب حضورؐ کا منہ مبارک ظاہر ہوا، ہم نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا جو ہمیں اس سے زیادہ پسند ہو جتنا نظارۂ جمال چہرۂ مصطفیٰؐ۔ یہ حضورؐ کا آخری جلوۂ دیدار اور نظارۂ حسن جمال تھا۔ اس کے بعد حضورؐ کی زیارت اور مشاہدۂ انوار و تجلیات کا موقع نہیں ملا۔ اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ طویل تھے اور نہ زیادہ پست بلکہ آپ معتدل بدن والے نہایت خوبصورت تھے۔

حضرت سیدنا براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ آپ اس قدر خوبصورت تھے کہ گویا چاندی سے آپ کا بدن ڈھالا گیا ہو۔

حضرت سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ کلام فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اگر زلیخا کی سہیلیاں حضورؐ کے حسن وجمال کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ لیتیں۔ (شرح شمائل ترمذی)

باقی صفحہ ۲۷ پر

جبار کارپیٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ ○ مون لائٹ ○ بلال کارپٹ ○
یونائیٹڈ کارپٹ ○ ڈیکورا کارپٹ ○ اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعائت

4 این آر ایونیو، ایس ڈی 1 بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر : ۶۲۶۸۸۸

شہید مدینہ امام مظلوم

سیدنا عثمان غنیؓ ، سیدنا حسینؓ

شہید کربلا

میں مماثلت و مشابہت

یوں تو اسلام کی پوری تاریخ خون شہدا سے لالہ زار و گلگوں ہے۔

قدم قدم روشن یہاں لہو وہاں لہو
بتاؤں کیا یہ حادثہ کہاں کہاں گذر گیا

لیکن امیر المومنین، امام المتقین ذوالنورین زوج الابنتین صاحب الہجرتین جامع القرآن کامل الحیاء والعلم والایمان قتیل تیغ ابن سبا شہید راہ صبر و رضا داماد محبوب و صحابی مقبول ثالث الخلفاء الراشدین الملاین سیدنا ابو عبداللہ عثمان ابن عفان سلام اللہ و رضوانہ علیہ اور مظلوم کربلا شہید جور و جفا، صاحب صدق و صفا پیکر علم و حیا، مجسمۂ ایثار و وفا، نواسۂ مصطفےٰ، زعیم حق و غیرت فخر اہلبیت، سبط رسول، سوار دوش رسول، جگر گوشۂ بتول سیدنا ابو عبداللہ سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ و رضوانہ علیہ کی شہادت تاریخ اسلام کا رنگین ترباب ہے۔

انتہائی المناک حادثہ

مظلومیت و بیکسی کی وہ دردانگیز داستان ہے جس کی مثال مشکل ہے ملیگی۔ اسے تاریخ کی ستم ظریفی کہئے یا اپنا جمود و تغافل کہ آج دنیا امام مظلوم امیر المومنین سیدنا حضرت عثمانؓ کی دردناک و الم انگیز مظلومیت اور بے نظیر و بے مثال استقامت و ثابت قدمی کے اس شاہکار سے عموماً نا آشنا ہے۔

۱۔ حالانکہ جس طرح سیدنا حسینؓ مظلوم کربلا ہیں اسی طرح سیدنا عثمان غنیؓ مظلوم کرب و بلا ہیں

۲۔ جس طرح مظلومیت حسینؓ کی حد و انتہا نہیں اسی طرح مظلومیت عثمان غنیؓ کی بھی حد و انتہا نہیں۔

۳۔ جسطرح حضرت حسینؓ بے آب گیاہ ویران و سنسان ریگزار میں شہید ہوئے اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ بھی گھر کے ویرانے میں شہید ہوتے۔

۴۔ جس طرح حضرت حسین و دیگر شہداء کربلا کو محصور کر کے شہید کیا گیا اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ کو بھی محصور کر کے شہید کیا گیا۔

۵۔ جس طرح مشہور ہے کہ حضرت حسینؓ اور دوسرے شہدا کربلا پر آب فرات بند کر دیا گیا اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ پر بھی پانی تک بند کر دیا گیا

۶۔ جس طرح حضرت حسینؓ قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ نے بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

جس طرح حسینؓ کے سینے پر چڑھ کر شقی ازلی نے آپ کا سر مبارک وجود اقدس سے جدا کیا اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ کے بھی سینہ پر چڑھ کر ظالم نے سر اقدس وجود اطہر سے جدا کر دیا۔

۸۔ جس طرح حضرت حسینؓ کی نعش اقدس شہادت کیبعد بے گور و کفن پڑی رہی۔ اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ کی نعش بھی بے گور و کفن پڑی رہی۔

المرسل: محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی۔ جلالپور پیر والا

۹۔ جس طرح شہادت کے دوسرے دن شہدا کی لاشیں دفن کیں حضرت حسینؓ کا جسد مبارک بغیر سر کے دفن کیا گیا اسی طرح مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ دو دن تک لاش مبارک بے گور و کفن پڑی رہی دوسرے دن شام کو چند آدمیوں نے تجہیز و تکفین کی ہمت کی۔ (تاریخ اسلام حصہ اول ص ۲۰۰)

۱۰۔ جس طرح سیدنا حسینؓ کے اہل بیت نے اس ابتلاء و آزمائش میں آپ کا ساتھ دیا اسی طرح حضرت امامؓ کے اہل بیت نے بھی آخر دم تک مصیبت کبریٰ میں آپکا ساتھ دیا۔

تاریخ اسلام کی ان دو عظیم شہادتوں میں تشابہ و یک رنگی کا نظرہ ملاحظہ فرمانے کیبعد اب ذرا ان میں تفاوت و تقابل کے چند منظر بھی دیکھ لیجئے

موازنہ

سیدنا حضرت حسینؓ ریگزار کربلا میں نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے اس راہ میں آپکو جو مصائب پیش آئے وہ نہایت المناک ہیں۔ لیکن حضرت امام کے حالات و مصائب زیادہ ہی سنگین و شدید ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت امام حسینؓ پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔ مگر کربلا میں جو ویرانہ ہے جنگل ہے۔ ریگزار ہے۔ مگر حضرت امام عالی مقام سیدنا عثمان غنیؓ پر جو مظالم روا رکھے گئے وہ۔ مدینہ طیبہ کے اندر بھرے شہر میں ویران جنگل — اور دشت کربلا ہیں۔ سیدنا حسینؓ کی مظلومیت، مظلومیت کی انتہا ہے۔

۲۔ حضرت سیدنا حسینؓ نے اپنی شہادت کی منزل کا آغاز مدینہ طیبہ چھوڑنے سے کیا۔ مگر حضرت امام مظلومؓ نے کسی بھی صورت میں جوار رسول کو چھوڑنا گوارا نہ فرمایا آپنے انتہائی دردناک حالات میں اپنی جان کو جان آفرین کے سپرد کرنا گوارہ نہ لیا۔ لیکن مدینہ رسول سے جدائی اور مفارقت کا تصور بھی نہ کیا حضرت سیدنا حسینؓ کربلا میں ڈیرے ڈال کر لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہوئے۔ اور حضرت امامؓ نے گھر ہی کو کربلا بنالیا۔

۳۔ مشہور ہے کہ حضرات شہدا کربلا پر تین دن تک فرات کا پانی بند رہا مگر مظلوم کربلاؓ کا مشہور روایات کیمطابق چالیس دن تک محاصرہ رہا اور درحقیقت مدت محاصرہ دو ماہ سے بھی زیادہ تھی۔

۴۔ حضرت حسینؓ کا صرف پانی بند رہا۔ اور حضرت امام مظلومؓ کا محاصرہ اتنا شدید تھا۔ کہ کوئی بھی چیز گھر میں نہ جا سکتی تھی

۵۔ سیدنا حسینؓ کو اگر فرات کا پانی نہیں پینے دیتے تو وہ بہرحال دریا تھا۔ مگر حضرت امام مظلوم سیدنا عثمان غنیؓ آپ

کے اہل و عیال کو مدینہ کے جس کنوئیں کے پانی سے محروم کر دیا گیا۔ وہ کنواں حضرت امام مظلوم سیدنا عثمانؓ کا خرید کردہ تھا رحمتِ دو عالمؐ کے ارشاد پر آپ نے اسے خرید کر وقف کر دیا۔ مگر آج حضرت امامؓ خود اس کنوئیں کے پانی کے ایک ایک گھونٹ کو ترستے ہیں۔

۶۔ حضرت عباسؓ فرات سے پانی لینے گئے مگر ظالموں نے اُنکی شدید مزاحمت کی اور پانی اندر نہ پہنچنے دیا۔ اسی طرح اسی طرح حضرت اُم المومنین اُم حبیبہؓ خورد و نوش کا کچھ سامان لیے جا رہی تھی۔ مگر باغیوں نے اُن کی شان میں گستاخی کی اور وہ اپنے خچر سے گرتے گرتے بچیں۔ اور سامان اندر نہ پہنچ سکا۔

۷۔ سیدنا حضرت حسینؓ کو نماز کی قطعاً ممانعت نہ تھی بلکہ مخالف کیمپ کے سپاہی بھی نماز حضرتؓ کی اقتدا میں ادا کرتے رہے۔ مگر حضرت امام مظلومؓ کو نہ صرف مسلمانوں کی امامت سے روک دیا گیا۔ بلکہ اس مسجد میں جس کی تعمیر و توسیع میں آپ کا بہت بڑا حصہ تھا۔ آپ کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی چنانچہ چھت کے اُوپر سے مجمع کو خطاب فرماتے ہوئے کہا میں نے فداہُ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر زمین خرید کر تنگ مسجد کو وسیع کیا۔ اب تم مجھے اس مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے

۸۔ حضرت حسینؓ نے شہادت سے قبل جو خطبے ارشاد فرمائے ہیں؟ ان میں آپ کے خاندانی فخر و شرف کا ذکر مبارک ہے۔ رحمتِ دو عالمؐ سے اپنی قربت اور خونی رشتہ کا تذکرہ کیا لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے شہادت سے پہلے قصرِ خلافت پر چڑھ کر جو خطاب فرمائے ہیں انھیں خاندانی نجابت و شرافت کی بجائے۔ اپنے فضائل و کمالات کا تذکرہ ذاتی مناقب و محاسن کا بیان اور اپنی اسلامی خدمات و مالی قربانیوں کا ذکر ہے۔

۹۔ جب کربلا جا کر سیدنا حسینؓ کو معلوم ہوا کہ کوفیوں نے غداری کی وہ شدید اصرار و تکرار کے ساتھ آپ کو بلانے کے بعد آپکی حمایت سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اور آپ کے مقابلے میں نکل آئے ہیں جن لوگوں پر اعتماد کرتے ہوتے آپ نے یزید کی بیعت سے انکار فرمایا تھا۔ جب دیکھا کہ وہ لوگ نصرت و حمایت سے دستکش ہی نہیں ہوئے بلکہ ابن زیاد کے جھنڈے تلے جمع ہو کر

انشا آپ کی خونریزی و خون آشامی پر تیار ہو گئے ہیں۔ تو بعض روایات کے مطابق آپ نے اپنے فیصلے پر نظرثانی فرمائی، چنانچہ امام ابن کثیر کی روایات کے مطابق آپ نے اپنے عمر بن سعد کو ان سے لڑنے کیلئے کربلا بھیجا حضرت سیدنا حسینؓ نے اس سے فرمایا۔ ؎

اے عمر میری تین باتوں میں سے ایک چن لو۔ یا تو مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں جس طرح سے آیا ہوں اسی طرح لوٹ جاؤں۔ اگر یہ منظور نہیں تو مجھے یزید کے پاس روانہ کر دو۔ پھر وہ میرے متعلق جو چاہے فیصلہ کرے۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو مجھے ترکوں کیطرف سرحد پر بھیج دو میں ان سے لڑتا ہوں۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔

بخلاف اس کے حضرۃ امام مظلومؓ سیدنا عثمان غنیؓ اپنے موقف پر نہایت سختی سے قائم رہے۔ کسی بھی صورت میں نہ تو خلافت سے دستبردار ہونے پر آمادہ ہو سکے نہ ہی مدینہ منورہ چھوڑ کر شام وغیرہ تشریف لے گئے اور نہ ہی رفقاء رسول اور اپنے اعوان و انصار کو اپنی حمایت میں قتال و جہاد کی اجازت دی جس مقام روز اول کھڑے تھے۔ برابر ڈٹے رہے جام شہادت کو نہایت ذوق اور جوش سے نوش فرمایا۔ مگر اپنے موقف و مقام سے ذرہ بھر نہ تو ہٹے۔ اور نہ ہی ہٹنے پر آمادہ ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ و عنہما)

۱۰۔ حضرت سیدنا حسینؓ کے پاس گنتی کے چند رفقاء تھے مگر آپ نے ہمت و جرأت سے جنگ کی اور میدان میں لڑے۔ مگر حضرۃ امام عثمانؓ کی حمایت میں پورا مدینہ تھا۔ ہزاروں رفقاء رسولؐ آپ کے جھنڈے تلے لڑنے کی اجازت طلب کرتے رہے صرف قصر خلافت کے اندر قریباً سات سو حضرات مہاجرینؓ و انصار موجود تھے جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی شامل تھے مگر آپ امت رسولؐ میں خونریزی کے روادار نہ ہوئے اور نہایت سختی سے ان سب کو اپنی حمایت میں تلوار اٹھانے سے منع فرمایا۔ اور سب کو بااصرار اپنے گھروں میں بھیج دیا۔

۱۱۔ سیدنا حسینؓ کا قاتل ایک تھا مگر حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل بیک وقت تین تھے کنانہ بن بشیر نے لوہے کی لاٹ سے پیشانی مبارک اور سرِ اقدس پہ حملہ کیا۔ اور سینہ اقدس میں تلوار گھونپ دی۔ عمر بن الحمق سینہ پاک پر کھڑا ہو کر اچھلا کودا اور تیر کے پے در پے وار کرکے اسے چھلنی کر دیا سوڈانی بن حمران لعین نے تلوار سے گردن جدا کر دی۔

۱۲۔ سیدنا حسینؓ کے خون پاک سے ریگزار کربلا کا ذرہ ذرہ سیراب و گل گوں ہوا۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ کے لہو سے رخسار قرآن کریم لالہ زار بن گیا امام مظلوم کے

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عذاب قبر سے ڈرو

گناہوں سے پرہیز کرو

خون کا پہلا قطرہ آیت فسیکفیکھم اللہ پر گرا اور قرآن کریم خون عثمان سے رنگین و گلزار ہوگیا۔

۱۳۔ سیدنا حسینؓ کی شہادت میدان میں ہوئی آپ کے اہل وعیال کربلا میں تو موجود تھے مگر خیام کے اندر انکی آنکھوں سے دور حضرت شہید کیے گئے۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ کے اہل عیال اسی گھر میں موجود تھے جبیں غنڈوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کیا۔ حضرت امامؓ کی ازواج پاک کی آنکھوں کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کو بے دردی سے ذبح کرڈالا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

۱۴۔ بحمداللہ حضرت سیدنا حسینؓ کے پاک حرم کی کسی نے کربلا میں توہین نہ کی۔ نہ ہی کسی شقی ازلی نے ان پر مشق ستم کی۔ مگر حضرت امام مظلوم کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہؓ پر ظالموں نے وار کیا اور انکے ہاتھ کی انگلیاں کٹ کر دور جا پڑیں۔ سفاک و خونخوار قاتلوں اور باغیوں کی سنگ دلی اور شقاوت قلبی ملاحظہ ہو کہ جب شہادت کے بعد حضرت امامؓ کے گھر کو لوٹا تو کوئی چیز گھر پر باقی نہ رہنے دی حتیٰ کہ حضرت نائلہؓ کی یہ شہید انگلیاں بھی اٹھا کر ساتھ لے گئے۔

۱۵۔ حضرت سیدنا حسینؓ کی نعش مبارک ویران و سنسان کربلا میں بے گور و کفن پڑی رہی جہاں آپ کے ہوا خواہوں میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ آپ کی یہ مظلومی و بے کسی بہت ہی دردناک ہے مگر حضرت عثمان غنیؓ کی مظلومیت کے کیا کہنے جبکہ عین مدینے میں دو تین تک آپ کی نعش پڑی رہی اور غنڈوں کی مزاحمت کی وجہ سے رفقائے رسول اور یاران امام اس کی تدفین پر قادر نہ ہوسکے۔

۱۶۔ سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد آپ کے مصائب کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر امام مظلوم کو ظالموں نے شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا۔ آپ کی نعش مبارک کی پسلی توڑ دی گئی۔ رخسار امام مظلومؓ پر طمانچہ مار کر دل کی بھڑاس نکل گئی اور آپ کے جنازے مبارک پر سنگ باری بھی کی گئی۔ پھر تین دن تک مطلق دفن کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ بعدہ جنت البقیع میں دفن نہ ہونے دیا۔ ظلم و ستم کی حد اور جور و جفا کی انتہا ہوگئی اور خارجی غنڈے نماز جنازہ کی ادائیگی میں بھی مزاحم ہوئے۔

۱۷۔ حضرت سیدنا حسینؓ کے رفقائے شہدائے کربلا کی تدفین میں کوئی مزاحم نہ ہوا۔ مگر حضرت امام مظلوم کیساتھ آپ کے جو غلام شہید ہوئے تھے انکو نہ صرف مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی بلکہ ان کی نعشیں قبر سے نکال کر سر راہ پھینک دی گئی۔ (طبری جلد ۳)

۱۸۔ سیدنا امام حسینؓ پر ظلم و ستم وقتی طور پر تھے جو ختم ہوگئے۔ لیکن حضرت عثمان غنیؓ پر آج تک جور و جفا کی مشق جاری ہے۔ اور شاید قیامت تک ختم نہ ہو۔ حضرات شہدائے کربلا کو شہادت کے بعد دنیا بھر کی ہمدردیاں، حاصل ہوگئیں۔ اور پوری انسانیت انکی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرتی ہے مگر حضرت عثمان غنیؓ آج بھی بعض اشقیاء کے بغض، مطاعن اور نشانہ جفا بنے ہوئے ہیں اور ایک طبقہ ہے کہ آپ سے بغض و عداوت کا مظاہرہ کرکے اپنی قبر کالی اور عاقبت خراب کررہا ہے ان حالات و واقعات کے پیش نظر کسی منصف مزاج انسان کو یہ کہنے میں کیا تردد و تامل ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنیؓ لاریب فیہ اقلیم شہادت کے تاجدار ہیں۔

(رضی اللہ عنہ، عنہم اجمعین)

عہد نبوت کے چند واقعات اور سائنس

میدان عرفات میں تاجدار ختم نبوت کی آواز مبارک، ایک لاکھ کے اجتماع میں کسی آلے کے بغیر صاف سنائی دے رہی تھی

محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

عہد نبوت میں بہت سے واقعات ایسے ملتے ہیں جو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے ملاحدہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس لیے کہ وہ ان واقعات کو عقل، درایت، فلسفہ کی رو سے خلاف سمجھتے تھے۔ لیکن آج سائنس کی ترقیات نے نہ صرف ان کا امکان ثابت کردیا۔ بلکہ حقائق بن کر وہ دنیا کی نگاہوں میں آگئے ہیں۔ لیکن وہ "معجزات" اس لئے تھے کہ اسباب کے بغیر وجود میں آگئے تھے۔ اور عقل انسانی کی ترقی کے بعد جب اسباب کے دائرے میں آگئے۔ تو اب معجزات نہ رہے۔

مثلاً عرفات کی وادی میں ایک لاکھ کے مجمع میں اپنی متعاد آواز میں خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں۔ ہر شخص سن رہا ہے۔ کسی کو کوئی دقت محسوس نہیں ہورہی ہے یا اس سے بھی عجیب تر یہ کہ ایک واقعہ ہے۔ جو سنن ابی داؤد میں مذکور ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ منیٰ کی وادی تقریباً آٹھ مربع میل ہوگی۔ آٹھ مربع میل میں ایک لاکھ صحابہ کرامؓ کا مجمع موجود ہے۔ حضرت رسالت مآب اپنے قیام گاہ خیمہ میں، جہاں آج کل مسجد بنائی گئی ہے۔ اور مسجد خیف کے نام سے مشہور ہے خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں۔ سب صحابہ کرامؓ اس طویل وادی میں پھیلے ہوئے اپنے خیموں میں پوری آواز سن رہے ہیں۔ حالانکہ نہ بجلی ہے۔ نہ لاؤڈ سپیکر ہے نہ ریڈیو سٹیشن ہے۔ یہ سب کچھ بغیر ان آلات و اسباب کے ہو رہا ہے۔ سنن ابی داؤد کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن

بمنیٰ فقیوت اسماعنا حتیٰ کنا نسمع ما یقول ونحن فی منازلنا فطفق یعلمہم مناسکہم حتیٰ بلغ الجمار الخ

آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حج کے مسائل تھے۔ رمی جمار تک مسائل بیان فرمائے۔ ہم منیٰ میں اپنی اپنی قیام گاہوں میں یہ خطبہ سنتے تھے ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ کہ آج ہماری قوت سماع بڑھا دی گئی ہے۔

بہرحال یہ نبوّت کا معجزہ تھا۔ کہ بغیر ظاہری آلات مقدر سے اتنا بڑا مجمع جو میلوں میں پھیلا ہوا تھا

ایک اور بنیادی عقیدہ کا حل

قدیم فلاسفہ آواز کو عرض کہتے تھے۔ اور یہ نظریہ تھا کہ عرض وجود میں آنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔ اس نظریہ کی بنیاد پر اسلامی عقیدہ کہ انسانی آوازیں سب محفوظ ہیں۔ اور قیامت میں اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے سنوا دیں گے۔ ضعیف الایمان لوگوں کا عقیدہ متزلزل ہونے لگا تھا۔ جدید سائنس نے یہ عقدہ بھی حل کر دیا۔ کہ یہ سارے اعراض خواہ اصوات ہوں یا حرکات وجود میں آنے کے بعد سب باقی رہتی ہیں۔ کوئی چیز فنا نہیں ہوتی غرض قدیم بطلیموسی فلسفہ اور فیثا غورث اور ارسطو کے تحقیقات نے اسلام کے عقائد کو متزلزل کرنے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت پوری کر دی۔ جدید فلسفہ نے اس فلسفہ کے بہت سے نظریات و مسائل کو غلط ثابت کر دیا۔ اس طرح اسلامی عقائد کا راستہ بھی صاف ہو گیا۔ بلکہ اس کی تصدیق و تائید ہو گئی۔

وکفی اللّٰہ المومنین

فرق صرف اتنا ہے کہ انسان مخصوص آلات و وسائل کے ذریعے ان آوازوں کو محفوظ کرتا ہے۔ اور رب العالمین خالق اسباب کے لئے ساری کائنات کے صفحات ریکارڈ کر رہا ہے۔ جلّت قدرتہ

عذاب قبر کے مسئلہ کا حل اور اسکی مثال

اسلامی عقائد میں ایک مسئلہ عذاب قبر کا ہے۔ کہ انسان پر موت طاری ہونے کے بعد اور جدا ہونے کے بعد تکلیف و راحت کا احساس و شعور و ادراک باقی رہ سکتا ہے اس مسئلہ سے زیادہ بعید از عقل اور کوئی مسئلہ بظاہر نہ ہوگا۔ لیکن جدید فلسفہ تحقیقات نے اس بعید عن العقل جیسے مسئلہ کو بھی اتنا صاف کر دیا ہے۔ کہ عقل حیران ہے۔ مسمریزم اور علم الارواح کی تحقیقات و واقعات نے اس مشکل کے حل کا راستہ بھی نکال دیا ہے۔ ڈاکٹر فرید وجدی مصری نے اپنی کتاب ”دائرۃ المعارف“ (انسائیکلوپیڈیا) میں جلد ۳ میں ایک فرانسیسی ماہر مسمریزم اور اسپرچولزم کو لونیل دروشاس ”کارجو پریس انجینئرنگ کالج“ کا پرنسپل تھا کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ کہ :-

اس نے ایک شخص پر مسمریزم کا عمل توجہ کیا۔ اور اتفاق سے توجہ زیادہ دے دی۔ یہاں تک کہ معمول کی حرکت وغیرہ ختم سی ہو گئی۔ جواب دینا بند ہو گیا۔ اور اس کو بہت تشویش ہوئی کہ شاید مر گیا۔ فوراً ایک دوسرے شخص پر عمل توجہ کیا۔ تاکہ اس کے ذریعے سابق کی حالت معلوم کر سکے۔ دوسرے معمول نے بتلایا کہ اس کی روح کچھ فاصلے پر بیٹھی ہے۔ اور بدن سے نکل گئی ۔ آنا نہیں چاہتی وہ عامل اس کی تلاش میں رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اس وقت دوسرے معمول نے کہا اس وقت آپ کا ہاتھ اس کی پنڈلی پر ہے۔ کونیل نے ایک نشتر ہاتھ میں لے کر اس کی طرف ہوا میں لگایا فوراً اس معمول کی ٹانگ سے اسی جگہ سے خون نکل آیا۔ حالانکہ درمیان میں فاصلہ بھی تھا۔

متکلمین نے تو لکھا تھا کہ روح انسانی کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ طرح ہوتا ہے۔

(۱) بحالت جنین جبکہ مادر شکم میں ہو۔ (۲) ولادت کے بعد بحالت بیداری، (۳) بحالت نیند (۴) مرنے کے بعد کی زندگی، جیسا کہ حافظ ابن القیم نے کتاب الروح میں اور ان کے علاوہ دیگر محققین نے لکھا ہے۔ نمبر ۴ کے تعلق کے اثبات کے لئے سابق فرانس کے عالم مسمریزم کے واقعہ نے بات صاف کر دی۔

کسوف شمس (سورج گرہن) کے بارے میں

قدیم سے یہ سوال چلا آیا ہے کہ یہ حسابی معاملہ ہے۔ کائنات میں یہ واقعہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ جب کرہ قمر زمین و سورج کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ یہ صورت نمایاں ہوتی ہے۔ اب احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پریشان ہوتے تھے نماز پڑھا کرتے تھے نماز پڑھنے کا حکم دیا کرتے خیرات و صدقات کا حکم دیا کرتے۔ اور اس نازک وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے۔ دعا و زاری میں مشغول ہونے کا حکم دیا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ لیکن جدید طبیعات کے نظام نے قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ وقت نظام عالم کے لئے خطرناک وقت ہوتا ہے۔ سورج میں جاذبیت کا نظم ہے۔ اور زمین میں کشش موجود ہے۔ اور خطرہ ہوتا ہے کہ چاند کا کرہ درمیان میں زمین سے ٹکرا کر پاش پاش نہ ہو جائے۔ الغرض یہ وقت انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں پریشانی کا ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک فطری تقاضا ہے۔ اور بالکل قرین عقل ہے۔ اسی لئے تو نیوٹن کہتا ہے کہ کواکب کی حرکات حالیہ ممکن نہیں کہ عام قوت جاذبہ کے فعل کا نتیجہ ہوں۔ یہ قوت جاذبہ تو کواکب کو شمس کی طرف دھکیلتی ہے۔ اس لئے کہ کواکب سورج کے گرد حرکت دینے والا ضروری ہے کہ کوئی خدائی ہاتھ ہو۔ جو باوجود قوت جاذبہ کے ان کو اپنے اپنے مدارات پر قائم رکھ سکے۔ کوئی طبعی سبب ایسا نہیں بتلایا جا سکتا۔ جس نے تمام کواکب کو کھلی فضا میں جکڑ کر بند کر دیا ہے۔ کہ وہ سورج کے گرد چکر لگاتے رہیں۔ اور معین ہالے پر ایک خاص جہت میں حرکت کریں۔ اور کبھی اس کے خلاف نہ ہو۔ میں تو سمجھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سائنسدانوں پر اپنی حجت پوری کر رہا ہے۔ تاکہ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں کہ عقل ان چیزوں کو باور نہیں کر سکتی تھی۔ اور معجزات کا دور گذر چکا تھا۔ انبیاء کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اپنے علمی معجزے ان ہی سائنسدانوں کے ذریعے دکھلائے

اس واقعے سے جو نتیجہ نکلتا ہے کتنا اہم ہے۔ کہ روح بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کا ایک قسم کا تعلق بدن سے رہتا ہے۔ نیز روح کے تاثر سے بدن متاثر ہوتا ہے برزخی دور کے لئے اس سے زیادہ مثال کیا ہو سکتی ہے دیکھا کہ آپ نے کس طرح ایک غامض و دقیق مسئلہ کے

لئے موجودہ سائنس سے امداد مل گئی۔ الغرض حق تعالیٰ کے وجود وصفات کمال کے لئے موجودہ سائنس اورجدید معلومات سے کافی دلائل وشواہد مل سکتے ہیں بر اعتقد چنیہ ہاے اسی قسم کی تحقیقات ہیں۔ جن سے اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیو بندیؒ نے ایک کتاب "ضرب خاتم علی حدوث العالم" لکھی ہے۔ جس میں قدیم وجدید طبیعات والٰہیات سے بہت سے دلائل وبراہین قائم کئے ہیں۔ لیکن وہ کتاب عربی نظم میں ہے۔ اور بہت دقیق ومشکل ہے۔ اس میں ایک شعر اس مضمون کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے معجزات مادی وتمدنی ترقیات کا پیش خیمہ ہیں۔ فرماتے ہیں ع

وقد قیل ان المعجزات تقدمہ
بما یرتقی فیہ الخلیقۃ فی مدی

عصر حاضر میں ہم اس طرح اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں!

نیز قدیم متکلمین کے بعض نظریات جو فلسفۂ ارسطو کے خلاف تھے۔ یا شاعرہ کے بعض مسائل جو معتزلہ کے خلاف تھے۔ آج نئی تحقیقات نے ان کی تصدیق کردی اور مستمر نزاع وجدال کا سلسلہ جو عرصے سے جاری تھا۔ آج مشاہدات کی روشنی میں حل ہوگیا۔ حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا مسئلہ، جدید ترقیات وسائنس کے کارناموں نے اس کا امکان پیدا کردیا ہے۔ امکان کے بعد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا قطعی ہونا۔ ایک مومن کے لئے کافی ہے۔

فتنہ خلق قرآن کا آغاز وانجام

از- مولانا سید منظور احمد شاہ آسی مانسہرہ

معتزلہ کے عقائد باطلہ میں ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ذات باری کو صفات سے پاک خیال کرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ کی قدرت، سمع (یعنی سننا) لبصیر یعنی دیکھنا، حیات۔ اور کلام وغیرہ جو صفات الٰہی ہیں بذات خود قائم نہیں۔ ورنہ یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہیں اور یہ صفات بھی قدیم ہیں تو اس سے بہت سی اشیاء کا قدیم ہونا لازم آئے گا قدیم صرف باری تعالیٰ ہی ہے اور بس۔ اب معتزلہ کے اسی عقیدہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اور قدیم ہے۔ جب کہ معتزلہ نے کہا نہیں قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی یہ نئی چیز ہے۔ جمہور اہلسنت قرآن پاک کو اللہ کی صفت ہونے کی وجہ سے قدیم کہتے تھے۔ معتزلہ کہتے تھے کہ نہیں قرآن کے حروف اور الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل میں القاء کیا یا نازل کیا تو نبی چونکہ حادث ہے لہذا قرآن پاک بھی حادث ہے اور مخلوق ہے عباسی خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں اس پر بڑی لے دے ہورہی تھی چنانچہ ۲۱۲ ہجری میں مامون الرشید نے اپنے اس عقیدے کا اعلان کیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور حادث ہے لیکن اس وقت تک اس نے علماء پر ظلم وستم نہ ڈھائے تھے اس وقت علماء نے اس کی مخالفت کی یہاں تک کہ ۲۱۸ھ میں مامون الرشید نے جبراً عوام سے منوانے کے لئے طاقت کا استعمال شروع کیا جب وہ شام کی لڑائی میں گیا ہوا تھا بغداد کے گورنر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک تہدیدی خط لکھا کہ میں خلیفۂ اسلام ہوں میرے ذمہ یہ لازم ہے کہ دین کی حفاظت کا بندوبست کروں لیکن یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو قدیم مانتے ہیں اور اس کے کلام کو قدیم سمجھتے ہیں پھر ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہم موحد ہیں حالانکہ خود قرآنی آیات ان کی تردید کرتی ہیں۔ لہذا ان تمام لوگوں کو جمع کرو اور میرے قاضیوں کے سامنے پیش کرو جو یہ کہے کہ قرآن مخلوق اور حادث نہیں ان کے بارے میں تین باتوں کا خیال رکھو۔ (۱) سرکاری ملازمت سے برطرف کردو۔ (۲) ان کی گواہیاں ناقابل اعتماد ہوں گی۔ (۳) نیز دارالحکومت کے اکابر علماء کی آراء لو اور تحریر کرکے میری جانب بھیجدو۔ اسحاق نے بیانات لکھ کر بھیج دیئے۔ جب وہ مامون الرشید کے پاس پہنچے تو نہایت غصے میں آیا علماء فقہاء۔ اور ائمہ کے بارے میں نہایت بری زبان استعمال کی اور دوبارہ ایک طویل فرمان جاری کیا کہ اگر یہ لوگ قرآن کو مخلوق نہ کہیں تو انہیں پابجولاں کرکے میرے پاس بھیجدیا جائے۔ جب بغداد میں یہ خط پہنچا تو گورنر نے اکابر علماء کو جمع کرکے شاہی فرمان سنایا چنانچہ چار علماء نے تو قرآن کو مخلوق کہنے سے سراسر انکار کردیا۔ ان چاروں میں امام احمد بن حنبلؒ۔ محمد بن نوح۔ سجادہ، قواریری۔ لیکن دوسرے دن سجادہ اور تیسرے دن قواریری نے بھی رجوع کرلیا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح کو بیڑیاں پہنا کر طرطوس میں مامون الرشید کے پاس روانہ کیا گیا۔ جب رقہ کے مقام پر پہنچے تو مامون الرشید کی موت کی اطلاع پہنچ گئی چنانچہ رقہ سے واپس بھیجدیئے گئے بغداد واپس آتے ہوئے رستہ میں ہی محمد بن نوح وفات پاگئے۔ اسحاق بن ابراہیم جو بغداد کا امیر تھا اس کے ساتھ علماء کا مناظرہ ہوا اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے ساتھ مسئلہ خلق قرآن پر جو بحث مباحثہ ہوا ذرا اس کو ملاحظہ فرمائیں اسحاق۔ قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

علی بن مقاتل۔ میں اس سے پیشتر امیرالمؤمنین سے بات کرچکا ہوں۔

اسحاق۔ کیا قرآن مخلوق نہیں؟

علی! قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں ہے۔

اسحاق میرا سوال یہ نہیں ہے۔

علی بن مقاتل اس کے سوا اور کوئی جواب میرے پاس

نہیں ہے ہاں اگر امیر المومنین مجھے کسی بات کا حکم دیں گے تو ان کی اطاعت کی جائے گی۔ ایک اور عالم بشر بن ولید سے اسحاق کی یہ بات ہوئی۔

اسحاق! تمہارا قرآن کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

بشر بن ولید! میرا جو کچھ خیال ہے وہ پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔

اسحاق! اب پھر امیر المومنین کا حکم آیا ہے۔

بشیر! میں صرف یہ کہتا ہوں کہ قرآن کلام اللہ ہے اور بس

اسحاق! میں یہ نہیں پوچھتا میرا سوال یہ ہے کہ وہ مخلوق ہے کہ نہیں!

بشیر! اللہ ہر شئی کا خالق ہے۔

اسحاق! قرآن شئی ہے۔ بشیر بے شک!

اسحاق! تو وہ مخلوق ہوا! بشیر! وہ خالق نہیں ہے!

اسحاق یہ تو جواب نہ ہوا۔

بشیر! اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا خود امیر المومنین سے بھی کہہ رہا تھا مزید میں بات چیت نہیں کرنا چاہتا۔

مامون الرشید کے بعد ۲۱۸ھ میں اس کا بھائی معتصم باللہ تخت نشین ہوا یہ بھی مامون الرشید کی طرح بلکہ اس سے زیادہ معتزلی عقائد رکھتا تھا اور مسئلہ خلق قرآن پر مامون الرشید کی وصیت کے مطابق اس نے علماء پر تشدد جاری رکھا معتصم کے بعد ۲۲۷ھ میں اس کا بیٹا واثق باللہ تخت پر بیٹھا یہ بھی ان عقائد باطلہ کی اشاعت میں اپنے باپ سے آگے نکل گیا۔ ایک دن واثق باللہ کا درباری مسخرہ اس کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو قرآن کے بارے میں صبر جمیل عطا فرمائے۔ واثق باللہ کہنے لگا ارے او نالائق کیا قرآن کی وفات ہو گئی ہے۔ مسخرہ! امیر المومنین آخر کیا چارہ ہے ہر مخلوق پر موت واقع ہونے والی ہے اور قرآن بھی مخلوق ہے آج نہیں تو کل یہ حادثہ پیش آ کر رہے گا مسخرے کا اس جواب پر واثق باللہ سوچ میں پڑ گیا۔ تو مسخرے نے دوسرا سوال کر کے واثق کو لاجواب کر دیا کہ امیر المومنین آئندہ لوگ نماز تراویح میں کیا پڑھیں۔ اس طنزیہ سوال پر واثق باللہ گہری سوچ میں پڑ گیا اور اس مسئلہ میں نرم پڑ گیا عوام یا علماء پر تشدد کرنا بند کر دیا۔

ایک دن ایک اجنبی عالم واثق باللہ کے دربار میں

باقی ص ۲۶ پر

سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ

ارشاداتؒ — کراماتؒ — لطائف و ظرائف

تحریر غلام فرید شاکر (کلور کوٹ)

مولانا عبد الرحمان سے میانوی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شاہ جی اور میں ضلع مظفر گڑھ کے ایک قصبہ میں وعظ کے لئے پیدل جا رہے تھے راستہ کچا تھا اور کڑاکے کی دھوپ پڑ رہی تھی شدید گرمی کا موسم تھا ڈیڑھ میل سفر باقی تھا تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ مجھے بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ میں نے کہا شاہ جی یہ دھوپ اور گرمی کا عالم اور ابھی کتنی دور پہنچنا ہے کیا بنے گا۔ یہ سنکر شاہ جی نے مجھے تو کچھ جواب نہ دیا ایک دم آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ ہم کسی اپنے کام تو نہیں جا رہے ہیں چند منٹوں میں کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں دور دور تک بادل کا نشان نظر نہیں آتا تھا وہاں ہر طرف سے بادل گھر گھر آنے لگے ہیں نہ وہ گرمی رہی اور نہ وہ دھوپ مزے دار موسم ہو گیا۔

ایک دفعہ آگرہ میں کسی مارکیٹ کی چھت پر جلسہ ہو۔ شاہ جی تقریر کر رہے تھے شاہ جی نے حجازی لئے میں قرآن پاک کی تلاوت" شروع فرمائی۔ تو ایک نوجوان تڑپ کر دیوار سے چھت پر آ گرا مرنے سے تو بچ گیا مگر وجد اور مستی کی حالت میں تڑپ رہا تھا۔ لوگوں نے اٹھایا تو اس کے پاس سے ایک چھرا برآمد ہوا۔ لوگ اسے اٹھا کر شاہ جی کے پاس لے گئے۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور کچھ پڑھ کر پھونک ماری۔ جب ہوش میں آیا تو محبت سے اسے پاس بٹھا لیا۔ اس نے انکشاف کیا کہ مجھے تو شاہ جی کے قتل کے لئے بھیجا گیا تھا مگر میں تو شاہ جی کا قرآن سن کر خود بیہوش ہو گیا۔

ایک مرتبہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری خانپور کٹورہ تشریف لے گئے صاحب خانہ کی ایک بچی جو کہ بولتی نہیں تھی انہوں نے شاہ جی سے عرض کی حضرت اس بچی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائیں۔ شاہ جی نے پیارسے بچی کو گود میں لے کر اس کی زبان پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا کہیں سے خالص شہد لے کر تو اسے چٹایا کرو۔ انشاءاللہ بولنے لگ جائے گی۔ اسکے بعد شاہ جی حضرت درخواستی مدظلہ صاحب کی ملاقات کیلئے تشریف لے چلے۔ گھر کے دروازے کے باہر گئے ہی تھے کہ شہد کی مکھیوں کا ایک ہجوم اسی دروازے سے داخل ہوا اور ایک جگہ ڈیرہ جما لیا اس شہد کو حاصل کر کے بچی کو کھلاتے رہے تیسرے سال بچی بولنے لگی جب بچی نے بولنا شروع کیا تو مکھیاں اپنا ڈیرہ اٹھا کر کہیں چلی گئیں۔

ایک دفعہ شاہ جی کسی صاحب کے گھر لاہور تشریف لے گئے۔ صاحب خانہ کے گھر سے چائے بن کر آ گئی صاحب خانہ نے جب چائے پیش کی تو حضرت شاہ جی نے فوراً اسے سونگھا اور فرمایا۔ کیوں جی ہمارے ساتھ دشمنی ہو گئی ہے اس نے کہا شاہ جی خدا و کرے۔ فرمایا تو چائے میں زہر کیوں ملایا گیا ہے۔ وہ شخص حیران ہو گیا اور کہنے لگا حضرت یہاں تو سب آپ کے خدام ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ مگر شاہ جی نے پورے اعتماد سے فرمایا بھائی یہ چائے نہیں ہے زہر ہے زہر۔ وہ شخص گھبرایا ہوا گھر کے اندر گیا بیوی سے پوچھا۔ چائے کس نے پکائی ہے اس نے کہا میں نے خود بنائی ہے دودھ بھی اپنی بھینس کا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی بندی شاہ جی فرما رہے ہیں اس میں زہر ہے اس نے متعجب ہو کر کہا خدانہ کرے ایسے

ایک بندے سے ایسا کون کر سکتا ہے۔ ان کے لئے یہ بات معیوب گئی ماہیے ندامت کے قدم بوجھل ہو رہے تھے کہ شاہ جی کو کیسے سمجھائیں اتنے میں اس کی بیوی سوچ کر بولی اور یہ ایک بات ہے سنو تو۔ ہمارے ہاں کھانڈ نہیں تھی راشن کی کھانڈ بھی نہیں مل سکی تھی۔ میں نے پاؤ بھر کھانڈ ہمسایوں سے منگوائی ہے۔ وہ تو آپ کو معلوم ہے کہ پڑوسی مرزائی ہیں۔ کہیں انھوں نے شرارت نہ کی ہو۔ بس بات سمجھ میں آگئی تحقیق پر معلوم ہوا کہ چینی میں زہر ملایا گیا تھا شاہ جی کی فراست پر سب اہل خانہ حیران ہوتے اور اس علیم و خبیر کا شکر ادا کرنے لگے جس نے اس کو ذلت سے بچالیا۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ لاہور تشریف لاتے تو شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کو بھی اکثر ملنے آتے اور حضرت کو گھنٹوں ہنساتے رہتے حضرت کا خوب دل بہلاتے اور فرط عقیدت و محبت میں کبھی حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور کبھی ریش مبارک چوم لیا کرتے تھے۔

مولانا احمد دین صاحب حضرت شاہ جی کے عقیدت مند تھے ضلع شیخوپورہ سے ملتان شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوتے وہاں ایک شخص کا ملتانی جوتا اُن کو بہت پسند آیا۔ شاہ جی نے فرمایا۔ ایسے جوتے بنانے والا ہمارے قریب رہتا ہے۔ اس کی خواہش پر شاہ جیؒ نے اسے بلوایا۔ اور پاؤں کا ماپ دے دیا۔ دوسرے دن جب وہ واپس ہونے لگا تو عرض کیا شاہ جی آجکل خالص گھی ملنا دشوار ہے۔ ہم جب آئیں گے تو گھر کا خالص گھی لیتے آئیں گے شاہ جی نے منظور فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد شاہ جی کا خط اسی صاحب کو ملا۔

عزیزم مولوی احمد دین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ..........

گھی لے کر پہنچو۔ جوتے تیار ہیں۔

والسلام عطاء اللہ بخاری۔

قیام پاکستان سے قبل انبالہ میں انجمن تبلیغ الاسلام کا جلسہ تھا۔ غلام بھیک نیرنگ کی صدارت تھی۔ شاہ جی تقریر کرتے کرتے آخر کار سیاست پر آن پہنچے۔ اور اپنی تقریر کا پورا رخ فرنگی اقتدار کے خلاف پھیر دیا تو مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ چپکے سے کرسی صدارت چھوڑ کر کھسک گئے تھوڑی دیر کے بعد شاہ جی نے مڑ کر دیکھا تو صدر صاحب غائب تھے معاملہ کو سمجھ گئے اور ہنس کر فرمایا اچھا۔ بھاگ گئے ہو۔ اب تم صدارت کرو میرے بھائی۔ یہ کہہ کر اپنا موٹا سا ڈنڈا کرسی صدارت پر رکھ دیا۔

ایک دفعہ شاہ جی مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر احباب دستر خوان پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ مولانا محمد علی نے سویاں چائے میں ڈال کھانا شروع کر دیں۔ شاہ جی نے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا۔ ارائیں کچھ بھی بن جائیں مگر انہیں کھانے کا سلیقہ نہیں آیا۔ مولانا جالندھری نے ہنس کر فرمایا شاہ جی حلال میں حلال ملا کر کھا رہا ہوں بھلا آپ کو کیوں کراہت ہو رہی ہے شاہ جی خاموش رہے۔ چند منٹ گزرے اور دیکھا کہ اب بقایا کچھ تھوڑا حصہ کھانے کا رہ گیا ہے۔ تو چپکے سے ان کی چائے اور سویوں میں سادہ پانی انڈیل دیا اور ہنس کر فرمایا لو بھائی میں نے تیسرا حلال بھی شامل کر دیا ہے اب اور مزے سے کھاؤ سب احباب ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

ایک دفعہ مولانا محمد علی جالندھری سندھ کے طویل تبلیغی دورہ سے واپس آئے تو سفر کی تھکان طبیعت ناساز اور گلا خراب تھا اسی حال میں شاہ جی کے پاس پہنچے شاہ جی خود بھی بیمار تھے مزاج پرسی کے دوران شاہ جی نے پوچھا۔ بھائی محمد علی کیا حال ہے مولانا نے کہا شاہ جی مسلسل سفر کی تھکان۔ پھر روزانہ کی تقریریں بیمار ہو گیا ہوں اور گلا بھی خراب ہو گیا ہے۔ شاہ جی لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ محمد علی خدا کا خوف کر تیرا گلا خراب ہو گیا ہے یہ پہلے کون سا لحن داؤدی تھا جو اب خراب ہو گیا ہے۔ یہ سن کر سب حاضرین اور خود مولانا جالندھری صاحب بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ساری طبیعت کی افسردگی جاتی رہی۔

لاہور ۱۹۴۳ء تقریر کے آغاز میں فرمایا کہ سرِ محترم اور توانا بھائیو! لاہور آتے ہوئے مجھے بیس سال ہو گئے ہیں میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ بال سفید ہو گئے ہیں آج تک مجھے پتہ نہیں چلا۔ کہ آپ کیا ہیں۔ غوث ہیں قطب ہیں۔ ابدال ہیں۔ ولی ہیں کیا ہیں مجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کس خطاب سے مخاطب کروں۔ کیا میری بیوی کے حکم پر میں جیل جانا لکھا ہوا ہے۔ اگر تم نہیں چاہتے۔ کہ ہم تمہارے سامنے آئیں تو پھر تم ہمارے سامنے کیوں آتے ہو۔ یہ کیا ہے کہ بخاریؒ نے تقریر کی تم نے کہا۔ واہ شاہ جیؒ بخاری قید ہو گیا۔ تم نے کہا۔ آہ شاہ جی آہ۔ تمہاری واہ اور آہ میں شاہ جی ہو گئے تباہ۔

ایک دفعہ تقریر میں فرمایا جس نے میرے نبیؐ کو دیکھا صرف ایک بار دیکھا پھر وہ انہی کا ہو گیا سینے پر پتھر رکھے گئے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔ آگ میں ڈالے گئے سولی پر لٹکائے گئے آرا مانش کی برچھی میں ڈالے گئے مگر ثابت قدم نکلے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ میرے نبیؐ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ پھر للکار کر فرمایا یہ خیال نہ گزرے کہ ابوجہل نے بھی تو دیکھا تھا ہاں یوں نہ سوچ لینا۔ ابوجہل نے اپنے بھتیجے کو دیکھا ہو گا اس کی نگاہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں پڑی تھی۔

ایک دفعہ دوران تقریر شاہ جی نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد کس طرح مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بنا۔ پہلے چھپنے کا خطرات میں خاکسار غلام احمد رئیس قادیانی عفی عنہ لکھا کرتا تھا تقریباً شروع اور آخر کے حروف اڑاتے اڑاتے صرف احمد رہ گیا اگر یہی طریق کار اختیار کیا جائے تو میرا نام عطاء اللہ شاہ بخاری ہے اگر شروع اور آخر کے حروف

دیدہ زیب زیورات کیلئے تشریف لائیں
ھارون ساجن اینڈ کمپنی
گولڈ سمیتھ صراف اینڈ جیولرز
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۳۵۴۶۲

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ کی ایک زندہ یادگار

دارالعلوم ہولکمب بری برطانیہ

جہانے راد گرگوں کرد یک مرد خود آگاہے

تحریر: محمد عریف الرحمٰن مظاہری بن مفتی محمد یحییٰ قاسمی انڈیا ـــــ حال مقیم برطانیہ

اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ برطانیہ (یورپ) کے ماحول میں کسی دینی ادارہ کا قیام جوئے شیر لانے سے کم کٹھن نہیں! جس کا اندازہ یہاں کے حالات سے پوری واقفیت اور مدرسہ کے مشکلات سے باخبر ہونے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ مگر اصحاب ہمت و عزیمت "مشکلے نیست کہ آساں نشود" پر یقین رکھتے ہیں جس کا بیّن ثبوت یہاں دارالعلوم کا قیام اور اس کی ترقی ہے۔ ظاہر ہے ہم جیسے لوگوں کا یورپ اور دارالعلوم کو دیکھنا بظاہر اسباب مشکل ہی نہیں ناممکن ہی سا تھا، مگر اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ فرمالیں تو پھر کیا ہے؟

دارالعلوم کے شب و روز کو دیکھ کر جو تاثر ہوا ہے چونکہ اس میں اہل مدارس کے لئے دعوت فکر بھی ہے اور دعوت تنافس بھی کہ اس پرفتن دور میں اہل مدارس کے لئے بہت سی چیزیں قابل غور ہیں۔ جن کی طرف مضمون میں اشارہ ہے، اس لئے اسے بلا کم و کاست صفحۂ قرطاس پر ثبت کردینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا عجب ہے کہ اس سے نفع پہنچے۔ وماذٰلک علی اللہ بعزیز۔ واضح رہے کہ مضمون کا مخاطب درحقیقت خطاب بالنفس ہے۔

محمد عریف الرحمٰن مظاہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ حمداً کثیراً واصلّی واسلّم صلوٰۃً وسلاماً دائماً۔۔۔ امابعد

اللہ اللہ دیکھو! یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں! یا اللہ میں تو یورپ میں ہوں جہاں سے سارے عالم میں بے حیائی، بے شرمی، فحاشی، عریانی، ضمیر فروشی، خود غرضی، مفاد پرستی، ایمان سوزی اور عقبیٰ سے بے خبری و لاپرواہی برآمد کی جاتی ہے اور جو کوئی اس کے خلاف آواز اٹھائے اس کو قدامت پسندی کی گالی دی جاتی ہے۔ اولاً میں انہماک کا ایسا درس دیا جاتا ہے کہ بس اسی دنیا میں جو کچھ کرنا ہے کرلو، جس سے جتنا لیا جاسکتا ہو اور جس پر جتنا ظلم کیا جاسکتا ہو اور جس کی جتنی حق تلفی کی جاسکتی ہو کرلی جائے اور اس کو تہذیب کے خوبصورت عنوان اور آزادی کے حسین نام سے معنون و مشتہر کیا جاتا ہے۔ یہ مجھے کیسی غشی طاری ہے بار بار تصور کو درست کرتا ہوں، یقین کو ٹھیک کرتا ہوں کہ واقعی یورپ میں ہوں، سمرقند نہیں، بخارا نہیں، بغداد بھی نہیں، اور وہ تو واقعی کب کی اپنی خصوصیات ختم کر چکیں۔۔۔ پھر یہ حقیقت ہے یا خواب؟ میں نے تو ہندوستان سے یورپ کے لئے دس گھنٹے کا سفر کیا ہے اور یقین ہے کہ یہ دہلی نہیں، گنگوہ، دیوبند اور سہارنپور بھی نہیں۔

پھر دیکھو! یہ قال اللہ و قال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صدا کہاں سے آرہی ہے؟ فضا کو کس چیز نے معطر و منور کر رکھا ہے؟ آخر یہ خوشبو کہاں سے بھبک رہی ہے، یہ نور کہاں سے چھن رہا ہے؟ یہاں تو آفتاب و ماہتاب کو بھی منہ دکھانے کی اجازت نہیں، پھر یہ سراج منیر کس طرح جلوہ گر اور رونق افروز ہے؟ اور دیکھو! کہ وہ خط استواء تک پہنچنے کے لئے کتنا بے قرار ہے؟ اور وہ تو پہنچ بھی چکا۔ یہی تو وہ آفتاب علم ہے جس کی ضیا پاشی سارے یورپ کو منور کر رہی ہے۔

ادھر دیکھو! کہ شپرۂ چشم کس طرح اپنے منہ کو چھپائے پھر رہا ہے! کتنا مبغوض نظر آرہا ہے! اور کیسی کیسی تدبیریں اس نور کے خلاف کر رہا ہے! مگر یہ نور ہے کہ ہمیشہ کی طرح بڑھتا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ کیا اب بھی سوتے ہو؟ آنکھ کھولو! دیکھو! کہ وہی دارالعلوم بری نہیں ہے؟ جس کے شوق دیدار میں تم تڑپا کرتے تھے اور جس کے ذکر سے تمہارے سینے میں ایک ہوک سی اٹھا کرتی تھی؟ یہی تو وہ دارالعلوم ہے جس کا تصور اس مرد خود آگاہ نے کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بخشا اور جب وہ (جو بظاہر چل پھر نہیں سکتا تھا بلکہ پیر ہلانے کی بھی تو سکت نہ تھی مگر جس نظر میں وہ تاثیر تھی کہ جس پر پڑ جائے تو کیمیا بنا ڈالے سہ

افلاک سے کھینچی جاتی ہے سینوں میں اتاری جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

جلوہ فرما ہوا تو یقین کروگے؟ کہ جہاں ۳۰۔۳۵ طلبا کا یورپ کے ماحول سے ملنا مشکل تھا اور کئی سالوں میں یہ تعداد میسر آئی تھی۔ سال دو سال نہیں، مہینوں کی بھی تو بات نہیں کہ ڈھائی سو طلبہ نے یورپ کے ماحول کو طلاق دے کر۔۔۔ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا ثبوت پیش کردیا اور اپنے کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وقف کردیا۔

افسوس! کہ گلستان میں مالی نظر نہیں آتا اور وہ تو حرم محترم اور حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس لئے گیا ہے کہ مرکز ہدایت اور مہبط وحی سے روحانی غذا لاکر دارالعلوم اور اہل یورپ کو سیراب و آسودہ کرے، عمرہ اور پھر ماہ مبارک کا سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

اور تمہیں تو معلوم ہے کہ اس فرع (دارالعلوم) کی اصل وہی بلد طیب ہے اور وہاں وہ مرد خود آگاہ بھی تو ہیں محو خرام ہے

جس کے گھوارے کا یہ تارہ ہے۔ آہ! وہ آنکھوں کا تارا، دل کا دلدار کبھی جلوہ نمائی کرے تو آنکھوں کو ٹھنڈک بخشوں۔ اف! کیسی بیقراری ہے۔ وہ یوسف ثانی یعقوب کا تو نہیں، ہاں! ذکریا کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اسی نے تو مصر کا نہیں یورپ کا "حفیظ علیم" ہے۔ چلو! اس کے گلستان کو دیکھو شاید دل کو سکون ملے۔ لو! یہ گلستان کی وسعت؟ "ارض اللہ واسعۃ" اور یہ اس کی مختصر عمارات "بلدۃ طیبۃ" یہ مسجد بھی دیکھی تم نے؟ اللہ اکبر یہ مسجد ہے؟ سبحان اللہ۔ "لمسجد اسس علی التقویٰ" اس کی شان میں بے اختیار دل سے نکلتا ہے۔ ابھی ٹھہرو! پہلے جی بھر کر دیکھ لینے دو۔ یا اللہ اتنی مضبوط اتنی سادگی۔ یہ وسعت و کشادگی پھر خوبصورتی! یا اللہ یہ جنت تو نہیں!

پھر سو گئے! ارے یہ اسی مرد خود آگاہ کی بصیرت اور اس کے قرۃ العین کی بصارت ہے۔ ساقی کو دیکھو کہ "دعاء نیم شب" کی تصویر ہیں، دور دور سے آتے ہیں، شراب عشق و محبت پلاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ "بدلے کی تمنا" نہ صلہ کا شوق، نہ ہی اجرت کی پیش کش۔ بادہ خواروں کو دیکھو کہ "حزب اللہ" ان پر صادق ہے۔ مدہوشی وہاں ہوتی ہے جہاں دامن ادب ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ "انا الحق" کا نعرہ ان کے پاس کو بھی نہیں بھٹکتا۔ دیکھو! کہ جام پر جام پی رہے ہیں مگر ڈکار تک نہیں لیتے۔ غور کیا تم نے؟ تم بھی اسی ماحول میں رہ رہے ہو۔ کہتے اور سنتے ہو کہ یہ مستی و بے ہوشی لاعلاج مرض ہے مگر دیکھو کہ فرشتے بھی اتریں تو ان کی وضع اپنانے پر فخر کریں اور وہ تو کرتے ہیں، اسی لئے دیکھتے نہیں؟ پر بچھائے پھر رہے ہیں۔

ماشاء اللہ! نصف ساق تک کرتا، سر پر عمامہ، پوری داڑھی، پھر دیکھو کہ یہ یورپ ہے! الحمد للہ آج پھر حاضری نصیب ہوئی، رات کا وقت ہے، عشاء کی نماز کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ صدر دروازہ میں داخل ہوتے ہی دو فرشتہ صفت بادہ خوار جو "اشداء علی الکفار" کا جھنڈا لئے کھڑے ہیں، سلام کرتے ہیں اور آنے کی غرض جتانے پر انتہائی محبت سے استقبال کرتے ہیں۔ کیا سوچتے ہو! یہ رات پھر اسی طرح کھلے آسمان کے نیچے گزار دیں گے کہ ان کے میخانے کو کوئی ناگہانی گزند نہ پہنچے۔

مسجد میں داخل ہوا، رات کا یہ نورانی ماحول اور بادہ خواروں کا مسجد کی وسعت میں پرسکون پھیلاؤ! یا اللہ! یہ تو دن سے بھی زائد نورانیت چھن رہی ہے۔ نماز ختم ہوئی دعاء کے بعد نہ جھگڑ رہے نہ شور، کچھ دیر بعد اطمینان سے اٹھ کر اپنی سنتوں میں مشغول ہوگئے اور فارغ ہوکر اطمینان سے بیٹھے ہیں، مسجد کے دروازہ پر بیٹھے ایک بادہ خوار سے سوال کیا... اب کیا انتظار ہے؟ حضرت سے ملنے کا اشتیاق ہے، اللہ اکبر دل کی بیقراری کو قرار آیا، زیارت نصیب ہوئی، مصافحہ ہوا۔ یہی وہ پیر میخانہ ہیں جن سے ملنے کو تم بیتاب تھے، سجدۂ شکر بجا لاؤ، دل کی تمنا بر آئی۔

لو! یہ چند دن صحبت کے بھی ملے، فرشتوں کے جھرمٹ میں چند شب و روز گذارے۔ کیا پوچھتے ہو کیسا نظام ہے؟ سنو! صبح ہوئی، تمام طلبہ سنتوں سے فارغ ہوکر نماز کے انتظار میں ہیں، نماز ختم ہوئی، کیا گھورتے ہو؟ ایک بھی مسبوق نہیں، نماز سے فارغ ہوکر دو جماعتوں میں منقسم ہوکر اپنے حافظ ہونے کا ثبوت بھی دے رہے ہیں، پھر دیکھو کہ لوگ یہاں فجر میں یا تو اٹھتے ہی نہیں یا نماز کے فوراً بعد دعاء سے پہلے ہی بستر یاد آتا ہے، مگر یہ سب اپنے علم و مطالعہ میں لگ گئے کچھ دیر بعد چائے تیار ہوگئی اور پھر چائے سے فراغت پر ذرا آرام لینے چلے کہ دن بھر کی مشغولی ہے۔

سوا آٹھ بجے شب بیدار ہیں اور پونے نو بجے اپنی اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر اپنے میخانوں میں موجود ہیں اور دیکھو کہ ساقی بھی بیٹنی "دس" میل سے پہنچ چکے ہیں۔ یہ اب دوپہر ہوچکی، کھانے کا وقت ہوا، سوا بارہ بجے جلدی جلدی سب نے کھانے سے فراغت حاصل کی، کچھ کمر سیدھی کرنے بستر پر پہنچے اور کچھ مطالعہ و دیگر کاموں میں۔ ۱-۲۵ پر ظہر کی نماز ہے سب موجود ہیں، نماز ختم ہوئی، مگر پھر دیکھو، غور کرو ایک بھی مسبوق نظر آتا ہے! پونے دو بجے سب پھر میخانے میں جا پہنچے، سوا چار تک یہ سلسلہ رہا پھر ساقی اپنے اپنے گھروں کو اور بادہ خوار تفریح کاموں کو چلے۔

مگر ابھی ایک ہی گھنٹہ تقریباً گذرا ہے مگر سب چائے اور تفریح وغیرہ سے فارغ ہوکر باوضو مسجد میں جمع ہوگئے۔ ساڑھے پانچ بج چکے ہیں مگر اب ماجرا ہی عجیب ہے! ابھی!

یہ کیا؟ یہ مدرسہ ہے یا خانقاہ؟ یہ تو اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے، سبحان اللہ۔ ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

کی حقیقت یہاں کھلی۔ چھ بجنے میں پانچ منٹ باقی ہیں، مسجد روشن ہوگئی اور سب تکرار و مطالعہ میں اور حفظ اسباق میں مشغول نظر آرہے ہیں۔ دیکھا تم نے! پانچ منٹ بھی تو نہیں ہوئے۔

آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی ہیں، سب اللہ کے کتابیں بند ہوگئیں اور اذان سن کر سب سنتوں میں مشغول ہوگئے آٹھ بجے نماز عصر شروع ہوگئی، سلام کے بعد پھر غور کرو۔ ایک بھی مسبوق نظر آتا ہے؟ آنکھ درماندہ واپس آئے گی۔ نماز کے بعد جلدی جلدی سب نے شام کا کھانا کھایا، کچھ ٹہلے، پھرے اور قسمت تو دیکھو کہ پیر میخانہ کے ساتھ دستر خوان پر بھی۔

نو بجے تقریباً مغرب ہوئی، سنتوں اور نوافل سے فراغ پر سب آمنے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، ایک کپڑا بچھا کر اس پر کھجور کی گٹھلیاں بکھیر دی جاتی ہیں پھر ایک صدا آتی ہے ---- درود شریف پڑھ لیجئے! ہم نے تین تین مرتبہ درود شریف پڑھا۔ آواز آئی ---- لاحول ولاقوۃ الا باللہ ولا ملجأ ولا منجا من اللہ الا الیہ۔ ہم نے ہر گٹھلی پر یہ کلمات پڑھے پھر آواز آئی ---- بسم اللہ الرحمن الرحیم، الم نشرح۔ ہم نے پوری سورت ہر گٹھلی پر پڑھی پھر مکرر آواز آئی ---- (لاحول الخ لا ملجأ) ہم نے دوبارہ سابقہ کلمات گٹھلیوں پر پڑھے۔ یہ کل گٹھلیاں تین سو ساٹھ تھیں، پھر پیر میخانہ کی دعاء پر مجلس برخاست ہوئی، طلبہ اپنے اپنے مشاغل میں لگے۔ آج صفائی میں جن کا نمبر تھا ان کی جماعتوں کا اعلان ہوا اور عشاء تک پورے مدرسہ کی صفائی ہوگئی جس میں مطبخ بھی ہے اور درسگاہیں بھی اور باہر کے عمومی مقامات بھی۔ اب یہ حزب اللہ جاروب کشی کس شان سے کرتی ہے، اس کا تعلق دیکھنے سے ہے، نہ کہ سننے سے۔ تحتانی مسجد میں دو طلبہ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہیں! آخر دیوانے ایسے گوشہ نشین کیوں ہیں؟ یہی دو طالب علم ہر وقت اعتکاف میں ہوتے ہیں، چوبیس گھنٹے میں حافظ ہوں تو دو ختم ورنہ دونوں مل کر ایک ختم کرتے ہیں مگر درس نہیں چھوڑتے، اعتکاف نفل ہے، حاضر ہوکر پھر واپس آجاتے ہیں۔

دس بجکر پچیس منٹ پر عشاء، پھر تبلیغی نصاب کی

باقی صفحہ ۲۶ پر

تحریر:- محمد نعیم عارفی

انڈونیشیا کے پاکستانی سفارت خانے میں

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں یا خرمستیاں

متعدد اسامیوں کیلئے اس مرتبہ صوبہ بلوچستان سے انتخاب ہونا تھا لیکن ذمہ دار حضرات نے صوبہ بلوچستان کے حق کو غصب کر لیا۔

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ اس وقت دنیا میں ان کی تعداد ایک ملین سے تجاوز کر چکی ہے اور دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں ان کے ماننے والے قیام پذیر ہیں اسرائیل سمیت دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں ان کے عبادت خانے موجود ہیں جہاں انتہائی منظم انداز میں ان کی تبلیغ ہوتی ہے۔

پاکستان میں ان کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے جس پر برافروختہ ہو کر ۱۹۸۴ء میں مرزا طاہر انگلستان بھاگ گیا۔ اور اب ان کی نشر و اشاعت کا مرکز لندن ہے بیشتر اسلامی ممالک میں بشمول سعودی عرب قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ قادیانی حضرات شہرت کی خاطر اکثر و بیشتر مباہلوں اور مناظروں اور اسی قسم کے دیگر حرکات سے اپنے وجود کا یقین دلاتے رہتے ہیں پچھلے دنوں ۱۰ جون ۸۸ء کو مرزا طاہر نے تحریری طور پر دنیا کے مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے اکثر و بیشتر مقامات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر قبول کر لیا گیا تھا اور مرزا طاہر سے کہا گیا تھا کہ وہ ایک مقررہ جگہ پر آئیں جہاں حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر اپنی جان بچالی کہ مباہلے کیلئے کسی ایک جگہ جمع ہونا شرط نہیں ہے۔ ان کے اتباع میں قادیانی جماعت کیرالہ کے امیر نے بھی وہاں کے مسلمانوں کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ ۲۸ مئی ۸۹ء کو مباہلے کا دن طے پایا گیا تھا۔ مگر چیلنج کے فوراً بعد مرزا طاہر کے نائب اور امیر قادیانی جماعت ملیالم، اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اس واقعے کی تفاصیل دیگر اخبارات کے علاوہ ۱۳ جولائی ۸۹ء کے تکبیر میں شائع ہو چکی ہے (ہفت روزہ ختم نبوت میں بھی وہاں سے موصولہ رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔)

پاکستان میں بھی قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔ پاکستان میں مختلف ناجائز ذرائع سے قادیانی حضرات نے بہت سے اہم مناصب پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وزارت خارجہ اور وزارت تعلیم پر ان کی خاص توجہ ہے اس سلسلے میں جکارتہ کے پاکستانی سفارت خانے کے پولیٹیکل آفیسرز کے بعض پاکستانیوں کیطرف سے ارسال کردہ بعض حقائق جو انتہائی مستند طریقے سے حاصل شدہ ہیں پیش کیے جاتے ہیں حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ان واقعات کی فوری تحقیقات کرائی جائے اور پاکستانی سفارت خانے اور اسکول کو نیز جہاں کہیں بھی، اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ان سے نجات حاصل کی جائے۔

جکارتہ میں پاکستانی ایمبیسی سے آمدہ اطلاعات کے مطابق انڈونیشیا میں متعین پاکستانی سفیر خالد سلیم، کمرشیل سیکورٹی مسٹر انجم بشیر، پریس اتاشی مسٹر جاوید سرفراز اور پاکستانی اسکول جکارتہ کے پرنسپل مسٹر احمد انتہائی متعصب قادیانی ہیں یہ حضرات پاکستان کے عزت و وقار اور تحفظ سلامتی کے ضیاع کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے پاکستان دشمن سرگرمیوں میں پوری طرح ملوث ہیں ان حضرات نے ۳ ہندوستانی نوجوان لڑکیوں اور دو اسرائیلی عورتوں کو پاکستانی کمیونٹی اسکول اور پاکستان ایمبیسی میں ملازم رکھا ہوا ہے۔

ان حضرات کے پرائیویٹ خطوط سے، جو بعض محب پاکستان عناصر کے ہاتھ لگ گئے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ حضرات پاکستانی پاسپورٹ اور ویزے بیچنے کے کالے دھندے میں بھی پوری طرح ملوث ہیں۔ انہوں نے ہندوستانی انٹیلیجنس کمانڈوز اور اسرائیلی ایجنٹوں، موساد کے کمانڈوز کو ویزے جاری کیے ہیں، تاکہ وہ پاکستان کے بڑے شہروں میں قتل عام کریں۔ تخریب کاری کے باقاعدہ نظام کو منظم کریں اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر دیں۔ بالخصوص کہوٹہ پلانٹ کو۔

یہ ساری خط و کتابت اور پاکستانی رازوں پر مشتمل دستاویزات کی ترسیل ان ہندو اساتذہ کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ جو پاکستانی ایمبیسی اسکول جکارتہ میں کام کر رہے ہیں اور حقیقتاً وہ "را" اور "موساد" کے لوگ ہیں انڈین ٹیچرز کے بارے میں سرکاری ریکارڈ ہے، جو ایمبیسی کے پریس اتاشی کے دفتر سے برآمد

ARFI JEWELLERS

عارفی جیولرز

FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY

ممتاز زیورات —————— منفرد ڈیزائن

A Perfect Setting for a perfect Woman. Where trust is a Tradition.

ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

فون: 626236

EMBASSY OF PAKISTAN
JAKARTA

July 24 1989.

No. Pol(DP), Sec. 7249

PAKISTAN GATE

Embassy confirms that the Ambassador of Pakistan Mr. Khalid Saleem, the Commercial Secretary Mr. Anjam Bashir, the Press Attache Mr. Javed Sarfraz, and the Principal Pakistan Embassy School Jakarta Prof. Mubashir Ahmad are stunt Ahmadiyahs and ignoring the pride and security of the nation are busy in anti-Pakistan activities, as they have employed 3 Indian agents and two Israeli agent ladies in Pakistan Embassy and Pakistan Embassy School Jakarta.

2 Letters recovered from the above mentioned persons's private mail reveal that they have received a very large amount of money to provide Pakistani Passports with visas to Black Cats-the Indian Intelligence Commandos and the MOSSAD-Israeli agents to enter Pakistan for massacre in big cities and to sabotage Pakistan Nuclear installations, specially at Kahuta.

3. All concerned documents are coveyed through the Indian Hindu teachers working in Pakistan Embassy School Jakarta to the above mentioned gencies. Official record concerning the Indian teachers recovered from • Press Attache office shows that Miss Pushpa Gurnani- a Hindu, studied ...morial International School Jakarta, and then trained in Poona. (...) is being paid 400 US$, and the other Hindu teacher Mrs. ... to a Philippino) studied in Poona and served at Gandhi

سفارت خانے سے موصول ہونے والے ایک اطلاع نامے کا تراشہ

سفارت خانہ کے قادیانی عملہ نے ہندوستانی اور اسرائیلی عورتوں کو ملازم رکھا ہوا ہے

ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اسکول کے ایک ٹیچر مس پشپا گرنانی جو ہندو ہیں۔ انہوں نے جکارتہ کے گاندھی انٹرنیشنل سکول میں تعلیم حاصل کی تھی اور پھر پونہ جا کر سنگ کی ٹریننگ کی ہے۔ انہوں نے ان کی خدمات عالیہ کے صلے میں چار سو امریکی ڈالر مشاہرہ دیا جاتا ہے۔ دوسری ہندو ٹیچر مسز اولینڈ ہیں جنہوں نے ایک فلپینی سے شادی کر لی ہے۔ انہوں نے بھی پونہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ اور گاندھی میموریل اسکول جکارتہ میں بھی پڑھا چکی ہیں۔ اور اب پاکستانی اسکول میں پڑھاتی ہیں۔

کی مہربانیوں سے ہندو ٹیچرز کو انڈونیشی ٹیچرز کے مقابلے میں کم از کم پانچ گنی زیادہ تنخواہ دی جا رہی ہے پاکستانی اسکول میں عیسائیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ کلاسوں میں روزانہ عیسائی، عبادات انجام دی جاتی ہیں۔ چیریٹی کیک تیار کیے جاتے ہیں۔ جو پاکستانی اور دیگر مسلمان بچوں میں معاشرتی سرگرمیوں کے نام پر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ایک بڑے افسر نے ۲۱ جون ۸۹ء کو اسکول کے معائنے کے بعد اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے غیر مناسب بھی قرار دیا ہے۔ تمام عیسائی تہوار بڑی دیدہ دلیری سے شان و شوکت سے منائے اور پاکستانی اور دیگر مسلمان بچوں سے منوائے جاتے ہیں۔ اسکول کے مختلف فنکشنز اور تقریبات میں ہندوستانی بالخصوص جنسی مظاہروں سے بھرپور رقص خاص اہتمام کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں قادیانی پرنسپل مبشر احمد نے ۲۱ فروری ۱۹۸۹ء کو اپنی آمد کے فوری بعد انڈین ایمبیسی سے خصوصی درخواست کی کہ پاکستانی اسکول میں ہندوستانی کلچر اور موسیقی پر مبنی کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ ان کے اس شرمناک اقدام سے پاکستانی قوم کی عزت اور وقار کو اس قدر بٹہ لگا وہاں مقیم غیرت مند اہل پاکستان کی کتنی تضحیک ہوئی اس کا اندازہ ہر غیرت مند پاکستانی لگا سکتا ہے۔ وہاں کام کرنے والے عیسائی، مشنری گروپوں اور طائفوں نے اسکول کے ہندوستانی اساتذہ کو

فرنیچر، پوسٹرز اور وال کلاک وغیرہ پیش کیے ہیں۔ تاکہ اسکول میں آویزاں کیا جائے۔ ہر محب وطن مسلمان یہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ ان پوسٹروں میں "کن" ارشادات کی تلقین ہو گی۔

مسلمان اساتذہ کی تضحیک و تذلیل سے انہیں اس بات کی طرف دھکیلا جاتا ہے کہ وہ استعفیٰ دے دیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ ہندو اور عیسائی اساتذہ بھرتی کیے جاسکیں۔ اس وقت بھی بچوں کے والدین کے تخمینے کے مطابق تقریباً اسّی فیصد اساتذہ غیر مسلم ہیں۔

اسکول اخلاقی گراوٹ، ابتذال اور مالی بدعنوانیوں کا مرکز بن چکا ہے۔ جسے قوم کیلئے ایک سفید ہاتھی ہی کہا جا سکتا ہے۔ سنگاپور بینک میں اسّی ہزار امریکی انہیں ماہانہ چھ سو پچاس ڈالر مشاہرہ ادا کیا جاتا ہے۔ انکے مقابلے میں دیگر انڈونیشی ٹیچرز سے بہت برا سلوک ہوتا ہے تنخواہیں بھی بیحد کم ہیں، حالانکہ وہ لوگ اعلیٰ تعلیمی اسناد کے حامل ہیں۔ پاکستانی سفیر صاحب کے، اس امتیازی برتاؤ کو انڈونیشی محکمہ تعلیم اور انٹیلیجنس ایجنسی "باکن" کے علم میں بھی لایا جا چکا ہے۔ جن کی طرف سے آجکل

تفتیش ہو رہی ہے۔ ایک اور ہندو انڈین ٹیچر مس پڈ تھا ہیں ان کی ماہانہ تنخواہ پانچ سو امریکن ڈالر ہے ایک اسرائیلی ایجنٹ مسز ریال بھی اسی سکول میں متعین کی گئی ہیں۔ جن کا ماہانہ مشاہرہ چھ سو پچاس ڈالر ہے سفارت خانے میں سفیر صاحب کی "پرائیویٹ سیکرٹری" مسز جینی ہیں۔ جو عیسائی ہیں۔ اور اسرائیلی مفادات کے لیے کام کرتی ہیں۔ ان کی تنخواہ بھی اسی قدر زیادہ ہے۔

سکول کی انجمن والدین و اساتذہ اور طلباء کے والدین کیطرف سے بھیجے گئے بے شمار خطوط سے پتہ چلا ہے کہ سکول میں ملازم ہندوستانی اساتذہ نہ صرف پاکستان کے سبب قیام کو غلط بتاتے ہیں۔ بلکہ موقع بموقع پاکستان اور پاکستانیوں کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کیخلاف بچوں کے دلوں میں نفرت اور تحقیر و استہزاء کو اپنا مستقل وطیرہ بنا لیا ہوا ہے پاکستان کی تہذیب و ثقافت، شعائر اسلامیہ، پاکستانی لیڈروں اور قائداعظم، شہید ملت، علامہ اقبال وغیرہ کو مستقل برا بھلا کہا جاتا ہے۔ پاکستانی سکول کے نصاب میں من مانی تبدیلیاں کر لی گئی ہیں۔ مثلاً گریڈ نمبر ۱۵ اور ۱۶ کی جغرافیے کی کتاب کو جس میں پاکستان کا جغرافیہ تھا ایک اور ملک کے جغرافیے کی کتاب سے تبدیل کر دیا گیا۔

جو نہ صرف بچوں کیلئے غیر ضروری ہے ، بے حد مشکل بھی ہے ۔ پاکستانی بچوں کو ہندو اساتذہ مشرقی پاکستان کے سقوط کی مثالوں اور دیگر طریقوں سے بتاتے رہتے ہیں کہ پاکستان غلط بنا ہے ۔ اور ایک نہ ایک دن ٹوٹنا ہے ۔ ان کا طرزِ عمل بالکل وہی ہے ۔ جو بنگلہ دیش بننے سے پہلے کے بنگالی ہندو اساتذہ کا تھا ۔ انڈونیشی ٹیچرز میں بھی پاکستان اور پاکستانیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ بڑی تیزی سے اُبھر رہا ہے کیونکہ سفیر صاحب اور پرنسپل صاحب کی تعلیم سے بچوں پر کوئی اثر نہیں پڑیگا ۔ تعلیم تو ہوتی ہی رہے گی ۔ ایک بڑے افسر کی طرف سے ایک مرتبہ اسٹاف میٹنگ میں یہ کہا بھی گیا ہے کہ مسلمان بچے ہندو تھوڑی ہو جائیں گے ۔

حال ہی میں ایک انڈونیشی مسلمان طالب علم نے اپنے ایک خط میں حکومت کو ، اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ سفیر صاحب کی کوششوں اور فری ویزا دینے کی وجہ سے پندرہ قادیانی طالب علم اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں ۔ ان طلباء سے ویزوں اور دیگر مراعات پر کوئی فیس نہیں لی جاتی جبکہ دوسرے انڈونیشی طلبہ سے ویزوں اور دیگر مدوں میں بھاری رقوم وصول کی جاتی ہیں ۔ ساتھ ہی ان کی پاکستان آنے پر ہمت شکنی بھی کیجاتی ہے ۔ یہ خط اور اس سلسلے میں ایک مضمون جکارتہ کے ایک اسلامی رسالے "لوجی سیارات" میں جولائی ۸۹ء میں چھپ بھی چکا ہے اس کے علاوہ ایک انڈونیشیا طالب علم پاکستانی سفارت خانے کے ذمہ دار حضرات پر سخت تنقیدی خط بھی لکھ چکا ہے ۔ جس میں ان بے قاعدگیوں اور امتیاز پر شرم دلائی گئی ہے یہ خط سفارت خانے میں محفوظ ہے ۔ بحاشا انڈونیشیا میں تحریر یہ خط اور اس کا ترجمہ حسب طلب متعلقہ محکمہ سے منگوایا جا سکتا ہے ۔

قادیانی پرنسپل مبشر احمد نے اسکول کی ذمہ

پاکستانی اسکول میں یہ سبق پڑھایا جاتا ہے
کہ یہ غلط بنا ہے اور ایک نہ ایک دن اسے ٹوٹنا ہے

داریوں کا بوجھ اپنے ایک خاص سائنس ٹیچر پر ڈال رکھا ہے یہ سائنس ٹیچرز جو سائنس پڑھانے کیلئے مقرر کیے گئے ہیں ، آجکل "دینیات" پڑھاتے ہیں ۔ اس سلسلے میں شکایات بھی کر چکے نتیجہ یہ ہے کہ سائنس ٹیچرز نہ ہونے سے بچے سائنس میں کافی کمزور ہیں ۔ مبشر احمد "ٹھکانہ" میسر آجانے پر اب اسکول کے امور میں کم سے کم دلچسپی لیتے ہیں ، اور جکارتہ میں قادیانی تبلیغی مشنوں کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مشغول ہیں ۔ ڈالروں پر مشتمل ایک خفیہ ریزرو فنڈ کھولا گیا ہے جو وزارت تعلیم یا حکومت پاکستان سے بالکل پوشیدہ ہے ۔ تحقیق و تفتیش ہی پر شاید اس کا پتہ لگایا جا سکے ۔ حکومت پاکستان ہر سال اس اسکول کیلئے نو لاکھ روپے کی گرانٹ دیتی ہے ۔ مگر یہ ساری گرانٹ اور وہاں سے حاصل کردہ آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ درج بالا ذمہ داران اسکول کی جیبوں میں چلا جاتا ہے ۔ جب کہ پاکستان قوم کا بڑا حصہ خود افلاس اور پریشان کن حالات سے دو چار ہے ۔ بے روزگاری اور بحران بڑھتے جا رہے ہیں ۔ یہاں مسٹر بشیر ہی کے پاس ووٹ ووٹ کا ایت موجود ہیں ۔ قادیانی پروفیسر مبشر احمد ، سفیر کبیر کے سالے ہیں ۔ اسی لیے بغیر کسی انتخاب یا وزارت تعلیم کی ضروری کاروائی کے ، اس منصب پر متعین کر دیئے گئے ہیں حالانکہ اس جگہ ، اور یہاں دیگر متعدد جگہوں کیلئے اس مرتبہ انتخاب صوبہ بلوچستان سے ہونا تھا گویا اسطرح واضح اور صریح طور پر صوبہ بلوچستان کے حقوق کو غصب کیا گیا ہے ۔ اسکے علاوہ ایک اور قادیانی مبلغ کو بھی ربوہ سے ایک ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ پر طلب کیا گیا ہے ۔ یہ صاحب بھی بظاہر تعلیم دینے کے لیے بلائے جا رہے ہیں جب کہ ان کا کبھی بھی شعبہ تعلیم سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے ۔ اس طرح تمام اساتذہ کا انتخاب اور تقرر صوبہ بلوچستان سے ہونا ہے ۔ مگر سفیر صاحب اور مسٹر انجم بشیر تمام قوانین اور صوبائی کوٹے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور بلوچستان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے صرف اور صرف قادیانی اساتذہ لا رہے ہیں جس کیلئے وزارت تعلیم سے کوئی منظوری بھی حاصل نہیں کی گئی ہے ۔ ان حضرات کو لانے میں جہاں ان کو پاکستانی اسکول کی چھت نصیب ہو گی وہیں ، اسکی آڑ میں انڈونیشیا کا وسیع و عریض میدان میسر ہوگا ۔ تاکہ قادیانیت کی دل کھول کر تبلیغ کیجا سکے اور لوگوں کو قادیانی بنایا جا سکے ۔

پاکستانی ایمبیسی کے دیگر اسٹاف ممبر عرصہ دراز سے یہ باتیں حکومت کے علم میں لاتے رہے ہیں مگر شاید یہاں کے ارباب حل وعقد کا خیال ہے مگر کہ ہندو اساتذہ عیسائیوں یا پاکستان دشمن حضرات پر لیپا اپنی مسٹر جاوید بھی اپنی ڈیوٹی میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور مسٹر انجم کرشل سیکرٹری کے ساتھ مل کر پاکستان دشمن تحریکوں میں مشغول ہیں انڈونیشیا کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ پاکستان کے بارے

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سُنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۷۳۵۰۸۰

ہندوستانی کمانڈوز اور اسرائیلی ایجنٹوں کو پاکستان کے بڑے شہروں میں قتل عام اور تخریب کاری کے نظام کو منظم کرنے کیلئے ویزے جاری کیے ہیں۔

میں بڑی تشویشناک اور تکلیف دہ خبریں چھاپ رہے ہیں۔ ملک کو افلاس زدہ اور بیہودہ کلچر کا حامل ظاہر کیا جا رہا ہے بعض اوقات بڑی شرمناک خبریں اور تاریک پہلو دکھائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس میں وزیر اعظم پاکستان کو بھی نہیں بخشا گیا ہے۔

جکارتہ کے سب سے بڑے عیسائی روزنامے KOMPAS کے ۲۳ جولائی ۸۹ء کے سنڈے ایڈیشن میں ایک کرسچین میگزین جکارتہ جکارتہ کے حوالے سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں وزیر اعظم کو بھی ملعون کیا گیا ہے جس کے الفاظ ہیں۔

"سی ہورٹے !! جلال مادورا جیو بے نظیر"

جس کا ترجمہ ہے راجیو کا بے نظیر کیا تھا منی مون مبارک ہو"

اس کے علاوہ دیگر متعدد پاکستان کی اہانت پر مبنی خبریں شائع ہو چکی ہے۔ جن کا ایمبیسی میں باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے یہ خبریں اور دیگر معلومات ایمبیسی سے کسی بھی وقت حاصل کی جا سکتی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہماری درخواست ہے کہ۔

۱۔ ملک و ملت اور اسلام دشمن عناصر بالخصوص سفیر پاکستان مسٹر خالد سلیم، پریس اتاشی جاوید سرفراز، کمرشیل سیکرٹری انجم بشیر اور پرنسپل مبشر قادیانی کو فوراً برطرف کیا جائے۔

۲۔ آئندہ مزید قادیانی اساتذہ کے تقرر پر پابندی لگائی جائے۔

۳۔ اسکول کو تمام گرانٹس بند کر دی جائیں۔ کیونکہ ان کا بہت بڑا حصہ ہندوستان منتقل ہو جاتا ہے۔

۴۔ تمام اساتذہ کو وزارت تعلیم کے تحت قائم کردہ ایک سلیکشن بورڈ کے ذریعہ منتخب کیا جائے

۵۔ ہندوستانی اور اسرائیلی ایجنٹوں کو فوراً اسکول سے نکال دیا جائے۔

۶۔ تمام اسکول اکاؤنٹس حکومت پاکستان کے علم میں لائے جائیں اور حکومت کے حکم کے بغیر کوئی اکاؤنٹ کہیں نہ کھولا جائے۔

۷۔ اب تک ایمبیسی کے ارباب حل و عقد سے جو یہاں کے والدین نے متعدد سوالات کیئے ہیں۔ جن کا ہمارا سفارت خانہ کوئی جواب نہیں دے سکا ہے۔ حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ان کا واشگاف الفاظ میں جواب عنایت فرمایا جائے۔ سوالات یہ ہیں۔

(الف) کیا قادیانیوں کو مملکت کی اعلیٰ ترین پوسٹوں پر کام کرنے کی آزادی ہے (والدین)

(ب) کیا پاکستانی اساتذہ کے انتقال پہ ان کی جگہ ہندو غیر پاکستانی اساتذہ کو مقرر کیا جانا چاہیئے

(سوال من جانب ایمبیسی اسٹاف)

(ج) کیا پاکستان میں کوئی انٹیلی جنس ایجنسی ہے ایک مسلمان ملک کے غیر پاکستانی والدین کا سوال

(د) کیا پاکستانی بھول چکے ہیں کہ کس طرح ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں پاکستانیوں کی تذلیل کی گئی تھی، ان کے نوے ہزار فوجیوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا اور دسمبر ۸۸ء میں بھارتی فوج نے پاکستانی ملٹری اتیچی بریگیڈیئر عباسی کو مارا تھا۔

(مقامی پاکستانیوں کے تین خطوط)

باقی صہ۲۶ پر

حافظ بشیر احمد مصری کے | انگلش سے اردو | اردو ترجمہ سید غلام محی الدین صاحب

آخری قسط

قادیان سے واپسی

مرزا محمود نے جنسی عیش کوشی اور عیش پرستی کیلئے ایک اندرونی حلقہ قائم کر رکھا تھا

میری یہ تمنا تھی کہ میں مسلم ممالک کا دورہ کر کے ان کی مذہبی حالت کا مشاہدہ کروں (اس دورہ میں میں نے تین سال صرف کئے۔ اور تقریباً چالیس ملکوں میں ۵۰ ہزار میل کا سفر کیا۔) مسجد سے مستعفی ہونے سے پہلے میں یہ چاہتا تھا کہ مسجد اور اسلامک سینٹر مستقل طور پر مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہی رہے۔ بورڈ آف ٹرسٹیز میں صرف دو یا تین مرزائی ممبر تھے۔ لیکن وہ بہت سرگرم اور باا‌ثر لوگ تھے۔ وہ برابر اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ میرے بعد مرزائی امام ہی مقرر کیا جائے۔

مسلمان ممبروں سے طویل گفتگو اور مشورہ کے بعد میں نے انگلینڈ اور آئرلینڈ کی تمام مسلم انجمنوں کا ایک جلسہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۸ء کو شرقی لندن کی مسجد میں طلب کیا جس میں ایک سو سے زائد مندوبین نے شرکت کی۔ میں نے انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ اور بتلایا کہ میں سال کے آخر میں دورہ پر جانے والا ہوں۔ اور مرزائی اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ان کا اپنا امام مقرر کیا جائے اس رسہ کشی میں ایک نکتہ بہت اہم تھا۔ جس سے ہمیں بہت مدد ملی، ٹرسٹ کی رو سے مرزائی شروع

**میرا ستید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی
چوہدری افضل حق ؒ اور
مولانا مظہر علی اظہر سے
ربط بڑھا ہیں نے دیکھا کہ یہ لوگ
مخلص دوست اور اچھے مسلمان ہیں**

جماعتی رفقاء و مجاہدین ختم نبوت سے
ایک ضروری اپیل

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اُمت نے جو گرانقدر قربانیاں دیں ان کی منتشر داستانیں حالات و واقعات عشق ختم نبوت کی بہاریں، ایمان پرور مبشرات و منذرات۔ ان سب کو جمع کرنے کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ دو اڑھائی صد صفحات پر مشتمل نئی کتاب عنقریب کتابت کے لئے کاتب کے سپرد کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں آپ کوئی ایمان پرور واقعہ تحریر کرنا چاہیں تو ایک دو ہفتہ کے اندر اندر بھجوا سکتے ہیں اُمید ہے کہ تمام احباب فوری توجہ فرمائیں گے

والسلام

اللہ وسایا

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان، فون:- ۷۸۹۷۸

سے اس مسجد کے کرایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ جسے کسی وقت ختم کیا جا سکتا تھا۔ ابھی تک یہ بات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں تھی۔ اور میں نے ان کی توجہ اس طرف دلائی۔

اس جلسہ میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ "ووکنگ مسجد کی تشکیل نو کمیٹی"، قائم کی جائے۔ جو مسجد کا چارج اعلانیہ مجمع کے سامنے لے لے۔ اور میرے جانے کے بعد عارضی طور پر ایک مسلمان کو امام مقرر کر دے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ ٹرسٹ سے کہا جائے کہ وہ اپنے مرزائی ممبروں کی رکنیت ختم کر دے۔ اور آئندہ کسی مرزائی کو ممبر نہ بنائے۔ اس طرح نومبر ۱۹۶۸ء میں میں نے مسجد کا چارج دیا۔ اور اپنے دورہ کے لئے انگلینڈ سے روانہ ہوا۔

میں یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہ ہوتا۔ اگر میرے کچھ مسلمان دوستوں نے میری مدد نہ کی ہوتی۔ ان سب کے نام گنوانا تو ممکن نہیں ہے۔ لیکن تین اشخاص کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان میں مولانا لال حسین اختر ختم نبوت کی ایک بین الاقوامی انجمن کے صدر تھے۔ میری طرح انہیں بھی اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں مرزائیت کا ذاتی تجربہ تھا۔ دوسرے حاجی محمد اشرف گوندل صدر بین الاقوامی تبلیغی مشن تھے۔ اور تیسرے جناب ایم۔ ایم۔ لودھی تھے جنہوں نے ووکنگ کی تشکیل نو کمیٹی

قائم کرنے کے لئے انتھک محنت کی تھی۔

آخر میں میں اپنے مسلمان بھائیوں سے قادیانیوں کے خلاف زندگی بھر کی جدوجہد کی روشنی میں چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔ تاکہ مسلمان زعماء اور حکومتیں اس پر گہرائی سے غور کر سکیں۔ مرزائی مذہب اب اسلام کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے بدنما چہرے سے نقاب الگ کی جا چکی ہے۔ اسلام اس

محض مذہبی تعصب کی بنا پر اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ یہ تحریک اسلام دشمن طاقتوں کی حلیف اور مسلم ممالک میں ان طاقتوں کی سیاسی اور اقتصادی مفاد کی نگہبان بن چکی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے۔ اور جس کا علم اب مسلمانوں کو ہوتا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کی اخلاقی بے راہ روی سے مسلم نوجوانوں کے اخلاق پر بھی

قادیان کی رائل فیملی کی بداخلاقیوں کے بارے میں معلومات میں اضافہ ہوا تو میں مذہب سے برگشتہ اور ملحد ہو گیا

قسم کی ارتدادانہ تحریکوں کا مقابلہ کرنے کی پوری سکت رکھتا ہے۔ لیکن ایک نیا خطرہ یہ ہے کہ قادیانی لیڈروں نے بین الاقوامی سیاست میں مسلم دشمن طاقتوں کو اپنی خدمات سپرد کرنا شروع کر دی ہیں۔ سازش اور تخریبی کارروائی اس وقت بہت منفعت بخش پیشہ بن چکا ہے۔ اور مختلف ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے پردہ میں اپنے آدمی مقرر کرنا بہت آسان بات ہے۔ غیر مسلم عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مرزائیت سے

اثر پڑ رہا ہے۔

والدین کے آداب

★ ——— ملک محمد اصغر سرگودھا

ادب و احترام کے لحاظ سے والدین کا مقام خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کے بعد دوسرے درجے پر ہے۔ اظہار شکر کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے ان اشکر لی ولوالدیک (یعنی میرا اور اپنے والدین کا شکر یہ ادا کرو) فرمایا کہ میرا اور اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے حضور نبی اکرمؐ نے خدمت والدین کو جہاد پر افضل فرمایا ہے۔ کہ اگر جہاد افضل العبادات

باقی صفحہ ۲۵ پر

ختم نبوت زندہ باد
ھوالشافی
مطب صدیقی
منگانے کے لئے
جوابی لفافہ ہمراہ بھیجیں
حکیم ظہور احمد صدیقی۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں

ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی مدظلہٗ درویش ہری پور نے مولانا ظفر علی خان مرحوم کے اس طرح مصرع پہ دو نظمیں ارسال فرمائی تھیں۔ جو گذشتہ دنوں شائع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے شعرائے کرام کو توجہ دلائی تھی۔ دو حضرات نے اس طرح مصرع پر طبع آزمائی کی ہے جو ذیل میں ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے پیش کر رہے ہیں ——— (ندیم)

جو ننگِ آدمی تھا وہ نبی کہاں سے بن گیا

جہاد بالقلم مرا ہے شغلِ مدح و ذم نہیں
یہ طرزِ شاعری مری ہرگز سب و شتم نہیں!
بلند بانگ دعوئ پیمبری، ستم نہیں؟
یہ ظرف ہی خدا کا ہے۔ وگرنہ تجھ میں دم نہیں
جو ننگِ آدمی تھا وہ، نبی کہاں سے بن گیا
وہ جس کا ایسا حال ہو کہ دیں نہیں دھرم نہیں
جو دن میں کچھ تو شب میں کچھ، شام کچھ تو صبح کچھ،
ترے ہزار رنگ ہیں تو گرگٹوں سے کم نہیں،
ہر اک سطح پہ ذلتیں تری شناخت بن گئیں
یہ میرے رب کا فیصلہ تھا۔ شوخیٔ صنم نہیں
تری حیات و موت میں قدم قدم پہ عبرتیں
کھلے کہاں کہاں ترے "فیوض" کے بھرم نہیں

خالد اقبال تائب کراچی

کہتے ہیں جھوٹ ہم نہیں، مرزا ٹھگوں سے کم نہیں

یہ کہنا کچھ ستم نہیں ، ہرگز فضول ذم نہیں
کہتے ہیں جھوٹ ہم نہیں ، مرزا ٹھگوں سے کم نہیں
دجال و کاذب و لعین ، وہ شخص مارِ آستیں
وہ دوزخی ہے بالیقیں ، وہ لائق ارم نہیں
وہ نفس کا غلام بھی ، بدذوق و بدکلام بھی
بدنام اس کا نام بھی ، ہرگز وہ محترم نہیں
وہ خارِ حق کی راہ کا ، باغی ہے شاہنشاہ کا۔،
اس قوم پہ اللہ کا ، وہ قہر تھا کرم نہیں
وہ مرکزِ تشنہ لبی ، وہ گمرہ و تیرہ شبی
وہ شخص تو ذی عقل بھی ، اللہ کی قسم نہیں
کاشارۂ نجات کا ، رہزن اندھیری رات کا
اپنی کسی بھی بات کا ، وہ رکھ سکا بھرم نہیں

مرزائیوں کا خوف و ڈر ، سنیے ہے قصہ مختصر
آئے مقابل اثرؔ ، اتنا کسی میں دم نہیں

شاہین اقبال اثر کراچی

نونہالانِ ختم نبوت

مرتب: سہیل باوا

بچے، بچیوں اور طلباء و طالبات کا صفحہ

اخلاص

مرسلہ: محمد عبداللہ انور تحصیل میلسی (فتح پور)

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا۔ ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا خدا کے لئے میرے بال بھی کاٹ دو گے؟ اس نے کہا "ہاں" اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ ہی تھی کہ حجام نے اس سے کہا "آپ اٹھ جائیے کیوں کہ خدا کا نام درمیان میں آ گیا۔ میں نے سب کچھ پا لیا؟"

پھر مجھکو بٹھایا میرے سر کو بوسہ دیا۔ اور میری حجامت کر دی۔ اس کے بعد مجھے ایک کاغذ دیا۔ جس میں ریزگاری تھی اور مجھ سے کہا کہ اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔ میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو نیت کی کہ اول جو کشائش مجھے نصیب ہوگی تو میں اس شخص کے ساتھ مروت کروں گا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ لوگوں نے مجھے بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ یہ تھیلی لیکر میں اس حجام کی دوکان پر حاضر ہوا۔ میں نے جب یہ تھیلی اسے دی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ اول مجھے جو کشائش ملے گی وہ میں تجھے دوں گا۔ یہ سن کر اس نے مجھ سے کہا تجھے خدا سے شرم نہیں آتی!

تم نے مجھے کہا تھا کہ خدا کے لئے میری حجامت بناؤ اور اب یہ کیا لے کر آیا ہے۔ بھلا تو نے یہ کہیں دیکھا ہے۔ کہ کوئی شخص خدا کے لئے کام کرے اور عوض طلب کرے۔ اس حجام کی یہ بات حضرت جنید بغدادی پر اثر کر گئی

بے فکری کا راز

★ محمد صابر تمبر کھولہ مانسہرہ

ایک دفعہ بلخ میں سخت قحط پڑا۔ اور لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ حضرت شفیق بلخیؒ بازار سے گزرے تو ایک غلام کو خوش خوش جاتے دیکھا۔

آپ نے فرمایا اے غلام! یہ خوشی اور مسرت کا کون سا موقع ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ مخلوق خدا کی بھوک سے کیا حالت ہو رہی ہے۔ غلام نے کہا! مجھے کیا ڈر ہے میں تو کسی کا غلام ہوں۔ میرے مالک کے پاس بہت سامان اور غلہ ہے۔ وہ ہرگز مجھے بھوکا نہیں رکھے گا۔ ایک غلام کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت شفیق کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور حالت غیر ہوگئی۔ اور کہا کہ الٰہی یہ شخص اپنے اس مالک کی وجہ سے جس کے پاس غلہ کے چند انبار ہیں۔ اس قدر خوش ہے اور بے فکر ہے۔ اور میرا مالک تو تو ہے۔ جو دونوں جہان کا مالک ہے۔

اور سب کو روزی دینے والا ہے۔ بھلا میں کیا غم کھاؤں۔ اسی وقت آپ نے شغل دنیا سے منہ پھیر لیا اور خدا تعالیٰ کی طرف اس قدر متوجہ ہوئے کہ درجۂ ولایت حاصل کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک غلام کا شاگرد ہوں۔

اقسامِ رزق

★ محمد اشتیاق ولی بھکر

حضرت نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ مشائخ کے نزدیک اقسام رزق چار ہیں۔

(۱) رزق مضمون وہ رزق ہے جو کھانے پینے وغیرہ کی چیزوں اور آمدنی سے ہو۔

(۲) رزق مقسوم وہ رزق ہے جو ازل میں اس کے حصہ میں آ چکا ہے۔ اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ آیت ؟؟

(۳) رزق مملوک وہ رزق ہے جو ذخیرہ کیا جائے مثلاً روپیہ پیسہ کپڑا اور اسباب۔

(۴) رزق موعود وہ رزق ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں سے کیا ہے۔

شہادت

مرسلہ: محمد بشیر تمبر کھولا

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی۔
وہ خوش قسمت ہیں مل جاتی جنہیں دولت شہادت کی
شہیداس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں
یہ شہادت اک سبق ہے حق پرستی کے لئے
اک ستون روشنی ہے بحر ہستی کے لئے

خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ

★ از حافظ ظہور الحق اٹک شہر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ مدینہ میں ایک فتنہ رونما ہوگا۔ اس دن عثمانؓ حق پر ہوگا۔ لوگو جس نے جنتی کا چہرہ دیکھنا ہو۔ وہ عثمانؓ کا چہرہ دیکھ لے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اہل رائے کے مشورے سے آپؓ خلیفہ بنائے گئے۔ آپؓ نے ۱۲ دن کم بارہ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض رقبے پر اسلامی ریاست قائم کی۔ آپؓ کے دور خلافت میں خلافت فاروقی کی باقیات اور اسکندریہ، آذربائیجان افریقی ممالک، جزیرہ قبرص اور بڑی بڑی کئی سلطنتیں اسلام کے ظل عاطفت میں آگئیں۔ خراسان، نیشاپور، ہرات، شیراز اور دیگر ایران کے باقی ماندہ علاقے بھی آپؓ کے ہی عہد میں فتح ہوئے۔ آپؓ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود سندھ اور کابل سے لیکر یورپ کی سرحد تک وسیع ہوگئیں۔

مظلومانہ شہادت:۔ اسلامی تاریخ میں شہادت عثمانؓ کی مظلومیت سے زیادہ کسی شخصیت کی مظلومیت نظر نہیں آتی۔ حضرت عثمانؓ مصر کے بلوائیوں کے ہاتھوں ۴۰ دن کی بھوک اور پیاس کے بعد جوار رسول میں ذبح کر دیئے گئے۔ آپؓ کی لاش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ بلوائیوں نے آپ کے جنازے پر پتھر مارے۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد تاریخ اسلام پر اندھیرا چھا گیا۔ مسلمانوں کی تلوار میان سے باہر نکل آئی۔ حضرت عثمانؓ جمعہ کے روز اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ میں مدینہ میں شہید ہوئے۔ آپؓ کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پاک پر گرا۔ خون شہادت کے

سربراہ چھپنے آج تک فیلیکفیکم اللہ پر موجود ہیں۔
(اپ رکوع آخری)

شہادت کے وقت آپ روزہ سے تھے۔آپؓ کی عمر ۸۲، سال تھی۔سعید بن زید نے کہا کہ عثمانؓ کی شہادت سے احد پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ جاتا تو حق ہوتا۔حضرت علی نے فرمایا جس دن حضرت عثمان شہید ہوئے۔اسی روز میری عقل زائل ہوگئی۔مجھے اپنی زندگی بری لگی۔

وعدہ خلافی

■ از سیف اللہ طارق خشکانی چانڈیے والی

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے۔کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب بولے جھوٹ بولے' (۲) جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے۔(۳) جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا۔اور جس میں ان میں سے ایک نشانی ہے وہ منافق کی ایک نشانی ہے۔جب تک اس کو چھوڑ نہ دے۔جب امانت دار بنایا جائے خیانت کرے جب بولے جھوٹ بولے۔جب معاہدہ کرے خلاف ورزی کرے۔جب جھگڑے گالی بکے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے تین باتوں کا ذمہ لو میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ لیتا ہوں جب بولو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو اور جب امین بنو تو خیانت نہ کرو۔

اچھی باتیں

■ راؤ عبداللطیف شہزاد کوٹلہ جام

• جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ بھلا وہ خدا کا شکریہ کیا ادا کرے گا۔

• جو شخص اللہ پر بھروسہ چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ کرتا ہے۔وہ کہیں کا نہیں رہتا۔

تین چیزیں

■ محمد یوسف رانا کروڑ لعل عیسن

تین چیزیں دنیا میں ایک بار ملتی ہیں۔والدین، حسن جوانی جمیں چاہیئے کہ والدین کی فرمانبرداری

کریں۔ان کی عزت کریں۔خدمت کریں۔ان کے سامنے

ایک بے باک لڑکا در کعبہ پر فریادی

ماخوذ:۔ نو عمر مجاہد

خلیفہ منصور عباسی خاندان کا ایک مشہور بادشاہ تھا عباسیوں کے زمانہ میں حکومت اسلامی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

اس خاندان کی حکومت کئی سو سال تک قائم رہی خلیفہ منصور ایک سال حج کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔وہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کے لئے رات کے وقت حاضر ہوتا تھا۔یہ سکون کا وقت ہوتا تھا۔ عام طور پر لوگ رات کے وقت اپنے اپنے ٹھکانوں پر آرام کرتے ہیں۔اس لئے اس وقت طواف کرنے والوں کا ہجوم نہیں ہوتا۔

وہ ایک رات ایسے ہی وقت میں طواف کر رہا تھا کہ اس نے کسی کو بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے سنا۔اس نے دعا کرنے والے کی طرف مڑ کر دیکھا ایک نو عمر لڑکا غلاف کعبہ کو تھامے ہوئے تھا اور بلند آواز سے اللہ کے حضور یوں فریاد کر رہا تھا۔

"اے رب کعبہ! میں تیرے حضور ایک فریاد لے کر آیا ہوں۔ملک میں ہر طرف فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے۔ظالم بڑی تیزی سے ظلم ڈھا رہے ہیں۔مظلوموں کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہے۔

اے اللہ! تیری دہائی ہے ملک سے انصاف اٹھ گیا ہے تو ہی انصاف فرما۔لوگوں کے دلوں میں تیرا خوف نہیں رہا۔تو انہیں کب تک مہلت دے گا؟ ظالموں کو کب سزا ملے گی؟۔

خلیفہ منصور نے جلدی جلدی طواف مکمل کیا اور طواف سے فارغ ہوتے ہی لڑکے کو اپنے پاس بلایا۔خلیفہ اور اس لڑکے کے درمیان جو گفتگو ہوئی آپ بھی سنیئے۔

خلیفہ:۔ تم اللہ تعالیٰ سے کس کی شکایت کر رہے تھے؟۔وہ کون ہیں جو غریبوں پر ظلم کر رہے ہیں اور لوگوں کا حق مار رہے ہیں؟ تمہیں اصل شکایت کس کے خلاف ہے؟

لڑکا:۔ امیر المومنین! اصل شکایت تو آپ ہی سے ہے۔ہم سب کے جان و مال کی حفاظت آپ کے ذمے ہے اللہ نے آپ کو ہمارا نگہبان مقرر کیا ہے۔

خلیفہ:۔ بیٹا! میں نے تو کسی پر ظلم نہیں کیا۔تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟۔

لڑکا:۔ امیر المومنین! آپ نے تو ظلم نہیں کیا۔لیکن معاف کیجئے آپ نے انصاف دوسروں پر چھوڑ رکھا ہے۔اور آپ کے مقرر کئے ہوئے یہ حاکم سب کچھ کر رہے ہیں۔

خلیفہ:۔ پھر لوگ ہم سے ان کی شکایت کیوں نہیں کرتے؟ ہم تو ہر وقت ہر شخص کی بات سننے کو تیار ہیں۔

لڑکا:۔ عوام آپ تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔آپ تک شکایت کیسے پہنچائیں؟ دن رات آپ کی ڈیوڑھی پر دربان کھڑے رہتے ہیں۔وہ کسی کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے آپ کو علم ہو تو کیسے ہو؟۔

خلیفہ:۔ بیٹا! تم سچ کہتے ہو۔تمہاری باتیں ہمارے دل کو لگی ہیں ہم آج ہی سے اپنے دروازے سب کے لئے کھول دیں گے۔اللہ نے چاہا تو آئندہ کسی کو ہم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہوگی۔

یہ تھی ایک نڈر بچے کی بے باک گفتگو جس نے ایک بادشاہ کو کھری کھری باتیں سنائیں اور یہ پرواہ نہ کی کہ بادشاہ ناراض ہو جائے گا اور یوں رسول مقبولؐ کی حدیث پر عمل کیا کہ سب سے بڑا جہاد ایک ظالم و جابر حکمران کے سامنے سچی بات کہنا ہے۔

بقیہ: والدین کے حقوق

ہے اور والدین کی اجازت کے بغیر حج جیسی عبادت کو ناجائز قرار دیا ہے۔بلکہ انہیں اولاد کے لئے جنت و دوزخ فرمایا ہے۔کہ اگر والدین سے حسن سلوک کیا تو جنت ملے گی ورنہ دوزخ والدہ سے والد کا حق اللہ تعالیٰ نے فائق فرمایا ہے کیونکہ وہ مہینوں اسے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔دو سال کی پرورش و تربیت کے سلسلے میں ہزاروں تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرتی ہے اس لئے ہر انسان والدین کے ادب و احترام میں خصوصی توجہ کرے اور ہر مسلمان سوائے شرک اور غیر شرعی امور کے ہر معاملے میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔

بقیہ : جھوٹ کیوں ؟

ہیں کہ وہ قادیانیوں کو اتنا تحفظ نہ دیں۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو دوبارہ ملک گیر تحریک چلانی پڑے۔ یہ بات وزیر اعظم کو خود سوچنی چاہئیے۔ جو لوگ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی موت پر خوشیاں منائیں۔ بھلا وہ آپ کے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو چاہئیے کہ قادیانیوں کو تحفظ دے کر پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لوگوں کو پریشان نہ کریں۔ حکومت کو چاہئیے کہ "صدیق اکبرؓ" آرڈیننس جاری کر کے مرتدوں کو شرعی سزا دی جائے آخر میں عرض ہے کہ آپ اس اسلامی ملک کا اسلامی تشخص قائم رکھیں۔

بقیہ : جمالِ مصطفےٰ ﷺ

حضرت جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے دریافت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے حمد و ثنا میرے صرف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے میری خَلق یعنی ہیئت و صورت اور قد و قامت کو اور میرے خُلق یعنی سرشت اور عادات و خصائل کو حسین بنایا ہے۔

بقیہ : خلقِ قرآن

آئے اور خلیفہ سے کہا میں آپ کے درباری احمد بن ابی داؤد سے مسئلہ خلق قرآن پر مناظرہ کرنا چاہتا ہوں اجازت دیدیں واثق نے اجازت دے دی۔ تو اس بزرگ عالم نے احمد بن داؤد سے کہا کہ بھلا یہ بتاؤ کہ جس مسئلہ پر تم لوگوں پر تشدد کر رہے ہو کیا خدا نے تم کو یہ کہا ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے یا اللہ نے تم کو اطلاع دی۔ یا نبی کا حکم تھا یا صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ و علیؓ نے حکم دیا تھا کہ لوگوں کو اس مسئلہ کی طرف دعوت دو جو نہ مانے اس پر سختی کرو جب انہوں نے ایسا نہیں کہا تو دو ہی باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک یہ کہ ان جلیل القدر ہستیوں کو اس مسئلہ کا علم تھا لیکن انہوں نے سکوت فرمایا لہٰذا تمہیں بھی سکوت کرنا چاہئیے اور اگر ان کو اس مسئلے کا سرے سے علم ہی نہ تھا تو گستاخ ابن گستاخ ذرا سوچ جس مسئلہ کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو نہ ہو سکا تم کو اس کا علم کیسے ہو گیا۔ ابن ابی داؤد سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ البتہ واثق باللہ اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اور واثق باللہ بار بار زبان سے کہنے لگا وہ جس بات کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو نہ ہوا اس کا علم تجھے کیسے ہو گیا۔۔ واثق باللہ نے مجلس برخاست کر دی اور آنے والے بزرگ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا اور اس واقعہ کے بعد امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر علماء پر سختیاں بند کر دی گئیں۔

غرض ایسے حالات نے فتنہ خلق قرآن کے بارے میں حالات کا رخ تبدیل کر دیا اور جو درباری احمد بن ابی داؤد تھا وہ بھی لوگوں کی نگاہوں میں اپنا مقام کھو بیٹھا پھر جب واثق کا بھائی ۲۳۲ھ ہجری میں تخت پر بیٹھا تو اس نے امام احمد بن حنبل کو باعزت طور پر رہا کر دیا متوکل باللہ چونکہ سنت کا نہایت پابند تھا اور معتزلہ کے عقائد سے بے زار تھا اسلئے یہ فتنہ جس تیزی سے اٹھا تھا اسی تیزی سے اپنی موت آپ مر گیا۔

بقیہ : حضرت امیر شریعتؒ

شاہ جی نے فرمایا قادیان میں تبلیغ کا عجیب طریقہ ہے جب کوئی شخص صبح کے وقت جنگل جائے تو دو مرزائی اس کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو نبی مان لو۔ وہ بچارہ کہتا ہے کہ رفع حاجت سے فارغ ہو جاؤں تو پھر تمہاری بات سنتا ہوں مگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ پہلے مرزا کو نبی تسلیم کرو بعد میں جنگل جانا۔ پھر گرج کر فرمایا میں کہتا ہوں کہ نوجوانو جب تمہیں مرزائی ملیں تو ان سے کہو کہ تائب ہو جاؤ کفر چھوڑ دو اور خاتم المرسلین کو اپنا آخری رسول تسلیم کرو آخرت سنور جائیگی۔

اماں عائشہ الصدیقہؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عائشہ الصدیقہ طیبہ طاہرہ کی خاطر اللہ میاں کو گواہ بنا کے بیچ میں آنا پڑا کسی نے سوال کیا شاہ جی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ اور حضور کی دیگر صاحبزادیوں حضرت زینب۔ رقیہ و ام کلثوم سے افضل ہیں فرمایا ہاں جی بالکل۔ اس لئے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے ذریعہ نسل پھیلی ہوئی ہیں۔

کسی شخص نے پوچھا شاہ جی صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے آپکو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ارشاد فرمایا بھائی وہ نوری ہیں اور میں خاکی ہوں ان نوریوں سے امید وفا کب ہے۔ سب سے بڑے نوری حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انہوں نے شب معراج میں میرے نانا جی کو سدرۃ المنتہیٰ پر چھوڑ دیا تھا

حضرت مولانا داؤد غزنوی نے شکایت کی کہ شاہ جی مولانا ظفر علی خان بھی اپنے بیٹے کی شادی پر باجہ بجوا رہے ہیں فرمایا بھائی ان سے گلہ نہ کرو۔ وہ تو محرم کے دنوں میں بھی باجہ بجوا کر تعزیہ نکالتے ہیں یہ تو بیٹے کی شادی ہے۔

ایک دفعہ لائلپور سے چند مل والے شاہ جی کو ملنے آئے شاہ جی اپنے ساتھیوں سے مصروف گفتگو تھے چند منٹ کے بعد ایک ساتھی نے کہا شاہ جی یہ فلاں مل والے ہیں آپ سے ملنے آئے ہیں۔ برجستہ فرمایا۔ بھائی کسی دل والے کی بات کریں یہ مل والے حضرت مجھ فقیر سے کیا لینے آئے ہیں۔

بقیہ : دار العلوم

تعلیم اردو، انگریزی میں اور طلبہ اپنے اپنے ذوق کے حلقوں میں شریک ہوتے ہیں۔ شب جمعہ میں فضائل اور درود شریف کی تعلیم پھر روشنی غائب کر کے درود شریف کا ورد بصورت مراقبہ۔ جمعہ کو بعد عصر اسی ۸۰ دفعہ اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما۔ شنبہ کو بعد ظہر ختم بخاری شریف پھر دعا۔ سب سے عجیب یہ کہ صبح آٹھ سے شام تک تمام نظام صرف درجہ قرأت سے وابستہ ایک استاد کے ذمہ ہوتا ہے جو استاذ الاساتذہ بھی ہیں پھر ساری ذمہ داری دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کے ذمہ۔ کیا تم بھی اس کا تصور کر سکتے ہو؟ پھر کیا غلط کہا اگر ہم نے کہا سہ

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے

بقیہ : قادیانی خر مستیاں

(ز) کیا پاکستانی اتنے ہی نا سمجھ اور غیرت سے عاری ہیں کہ ہندوستانی اور اسرائیلی ایجنٹوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہیں۔

(ایک مقامی پاکستانی کا خط)

ز ہندوستانی سفارت خانوں میں کتنے پاکستانی ملازم ہیں؟ (حکومت انڈونیشیا میں ملازم ایک مقامی پاکستانی کا خط۔

یہ تمام خطوط پاکستانی ایمبیسی کے ریکارڈ میں موجود ہیں جنہیں کسی بھی وقت منگوایا جا سکتا ہے۔

بشکریہ ہفت روزہ تکبیر کراچی

بقیہ : بزم

شاہین کب ہوا ہے۔ منّت کش پناہ گاہ؛
کرگس کا یہ جہاں ہے۔ مرزا علیہ لعنت
کچھ بن پڑے نہ مصباحؔ اس کی ہجو کئے بن
محبوبِ دلستاں ہے۔ مرزا علیہ لعنت

آخر قادیانیوں کو اتنی چھوٹ کیوں؟

سکوارڈن لیڈر ظفر اقبال مجوکہ

اس دور میں قادیانی اسلام کو مٹانے کی سعی میں ہیں۔ اس کے لئے وہ مختلف طریقے استعمال میں لا رہے ہیں۔ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے اسلام کی شمع بجھ جائے۔

اخبار جنگ لاہور کے مطابق گذشتہ ۱۲ ربیع الاول کو ربوہ میں احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ جس میں ایک قادیانی بھی شامل ہو گیا۔ جس کی ران کے ساتھ خنجر بندھا ہوا تھا اور وہ اس تاک میں تھا کہ موقع ملتے ہی کسی کی جان لے لے۔ اور ملک عزیز میں فساد برپا کیا جائے۔ مگر خدا کے فضل سے وہ پکڑا گیا۔ اور پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں قادیانیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں دو مسلمان شہید ہو گئے۔ قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ جو گذشتہ ۴ سال سے بند تھا۔ اس کا بھی ڈیکلریشن مل گیا۔

قادیانی جماعت کا مارچ ۱۹۸۹ء میں اپنے صد سالہ جشن کا اعلان کرنا۔ اور قادیانی جماعت کے رہنما مرزا طاہر کو وطن لانے کی کوشش کرنا ایسے واقعات ہیں۔ جو ناقابل برداشت ہیں۔ قادیانی ملک کے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام اور قوم کے بھی غدار ہیں۔ قادیانیوں کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ ہر آنے والی حکومت کا ساتھ دیں۔ اب پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے تو اس کے ساتھ مل گئے۔ حالانکہ ۱۹۷۴ء کے آئین میں کافر قرار دینے کے بعد انہوں نے بھٹو کے بارے میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی "مکذب بکھوت علی الکلب" مشہور کی۔ پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے وہ یہی کہتے رہے کہ "بھٹو کی موت قادیانیت کی فتح کی بڑی نشانی ہے۔"

اب جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی دوبارہ برسر اقتدار آئی ہے تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ لاہور میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بھٹو مرحوم کی سالگرہ منائی۔ جس میں مشہور قادیانی ریٹائرڈ ائیر مارشل ظفر چوہدری کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس نے بھٹو مرحوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ

"جناب بھٹو مرحوم اس ملک کے لئے زندہ رہے اور اس ملک کے وقار کی خاطر اپنی جان سے گذر گئے"

جنگ لاہور ۹ جنوری ۱۹۸۹ء

لیاقت علی خان کا پروگرام تھا کہ قادیانی تنظیم کو سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر خلاف قانون قرار دے دیا جائے۔ لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد اس مرد جلیل کو شہید کر دیا گیا۔ یقیناً اس کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ تھا تو اس طرح سانحہ "اوجڑی کیمپ" قادیانیوں کی تخریب کاری کا نتیجہ ہے۔ اور سانحہ بہاولپور کے پیچھے بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ جس میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید ہوئے تھے۔ اب مرزائی حضرات ضیاء الحق کی موت کو قادیانیت کی فتح کا نشان قرار دے رہے ہیں۔ اگر کل جنرل ضیاء الحق کے حامی برسر اقتدار آگئے تو پھر ان کے ساتھ مل جائیں گے۔ لیکن اب پاکستان پیپلز پارٹی قادیانیوں کو حد سے زیادہ رعایت دے رہی ہے۔

ضلع شیخوپورہ کے ایک قادیانی وکیل کو ڈپٹی اٹارنی جنرل وفاقی شرعی عدالت بنانے کی کوشش کے علاوہ ایک قادیانی وکیل کو اسلام کی نمائندگی کے لئے وفاقی شرعی عدالت میں اسٹینڈنگ کونسل مقرر کیا گیا ہے۔ حکومت صوبہ سندھ کا چیف سیکرٹری کنور ادریس قادیانی کو بنایا ہے۔ گوجرانوالہ میں پیپلز ورکس کا ڈائریکٹر ایک متعصب قادیانی کو مقرر کیا ہے۔ مسٹر نسیم احمد قادیانی کو اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی بخشی گئی ہے۔

جڑانوالہ میں قرآن حکیم کے نسخے نذر آتش کئے گئے ننکانہ کے نواحی چک میں قرآن حکیم کی بے حرمتی کی گئی۔ جس میں قادیانی ملوث ہیں۔ سرگودھا کے نواحی چک ۹۹ میں قادیانیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کر کے دو مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔

آخر ان مرتدوں کو اتنی چھوٹ کیوں دی جا رہی ہے ہم حکومت وقت سے عرض کرتے ہیں کہ قادیانیوں کے بارے میں خاص نوٹس لیتی رہے۔ اور ساتھ ساتھ عمل بھی کرواتی رہے۔ اگر قادیانیوں کو مزید کوئی رعایت دی گئی تو یہ مسلمان ہرگز نہیں برداشت کر سکیں گے۔ اچھا ہے کہ حکومت مسلمانوں کو نہ آزمائے اور قادیانیوں کو تحفظ نہ دے۔

اس کے علاوہ ہم وزیر اعظم اور صدر سے مطالبہ کرتے

باقی صـ۲۹ پر

نفاذِ اسلام کی جدوجہد کا علمی و فکری ترجمان

زیر سرپرستی شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ماہنامہ **الشریعۃ** گوجرانوالہ

زیر ادارت ابو عمار زاہد الراشدی

یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے اپنے سفر کا آغاز کر رہا ہے؛ انشاء اللہ العزیز

پہلے شمارے میں عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیت

معالی الدکتور الشیخ جاد الحق علی جاد الحق

رئیس الجامعۃ الازہر

کا عظیم علمی مقالہ ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے پارلیمینٹ اور اجتہاد، اسلام کی جدید تعبیر و تشریح، نفاذِ اسلام کی فقہی بنیاد اور دیگر اہم نکات پر مدیر "الشریعۃ" کی درخواست پر بطور خاص تحریر فرمایا ہے :-

صفحات ۴۴	سالانہ زر مبادلہ : ایک سو روپیہ	قیمت فی شمارہ دس روپے

خط و کتابت کا پتہ : منیجر ماہنامہ "الشریعۃ" مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ، فون ۴۹۴۲۷

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-16o

روزنامہ جنگ کا مقبول عام سلسلہ

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

حصہ اوّل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

صفحات ۴۰۰

کتابی شکل میں شائع ہو گیا ہے

قیمت ۱۵۰ روپے

- دلچسپ مسائل، معرکۃ الآرا، سوال و جواب کا نہایت مفید اور عام فہم انداز کا مجموعہ - اہم ترین اضافوں کے ساتھ۔
- ایمان، عقائد، اجتہاد، تقلید، محاسن اسلام، علامات قیامت، عقیدۂ ختم نبوت، عذابِ قبر اور توہم پرستی وغیرہ ایسے بہت سے عنوانات پر مشتمل شافی جوابات کا اپنی نوعیت کا بےمثال فتاویٰ جس کا بے تابی سے انتظار تھا۔
- کمپیوٹر کی کتابت، عمدہ طباعت اور رنگین جلد میں دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ طلباء و تاجران کیلئے خصوصی رعایت۔

مکتبہ بینات

جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵